الٓمّٓ ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ

کیا لوگون نے یہ سمجھ رکھا ہی کہ وہ اتنا کہکر کہ ہم ایمان لے آئے ہیں چھوڑ دیے جاینگے اور آزمائے نہ جاینگے

# علماء ہند کا فتوی

## مسئلہ خلافت پر

مرتبہ جناب مولانا مولوی محمد قیام الدین عبد الباری صاحب دام اللہ فیوضہم سرپرست مجلس مؤید الاسلام

جسکے متعلق مشایخ عظام کے جلسہ منعقدہ ۱۱ اپریل ۱۹۱۹ء بمقام اجمیر شریف نے بصدارت دیوان صاحب درگاہ حضرت خواجہ اجمیری رض یہ تحریک پاس ہوئی تھی۔ آج کا یہ جلسہ عام اُن فتوون کے متعلق اپنا اعتماد کامل ظاہر کرتا ہے اور اُن پر اعتماد رکھنا اور عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض منصبی جانتا ہے جن کو انجمن مؤید الاسلام فرنگی محل لکھنؤ نے علماء معتبرین ہندسی حاصل کرکے وائسرائے ہند کی خدمت مین اُن احکام شرعی کی اطلاع کے لیے بھیجے ہین جو اس زمانہ نازک مین مسلمانون پر نافذ ہوتے ہین اور ہونیوالے ہین

اور جو منجانب خلافت کمیٹی شعبہ اشاعت و تبلیغ

حسب منشاء تجاویز ذیل اجلاس اول انجمن علماء صوبہ متحدہ کانپور شائع کیا جاتا ہے۔

تجویز نمبر ۲۔ اگر فیصلہ صلح کانفرنس کا خلاف شریعت اسلامیہ ہوا تب مسلمان اُس فتوے پر عمل کرینگے جو علماء ہند کا دستخطی وائسرائے ہند کی پاس بھیجدیا گیا ہے

تجویز نمبر ۳۔ یہ جلسہ کلکتہ خلافت کانفرنس کی ریزولیوشنون کو پسند کرتا اور علماء دین نے جو مسائل بیان کیے ہین اُن کی تائید کرتا ہے اور تجویز کرتا ہے کہ فتوی مستفسرہ مولوی عبد الباری صاحب طبع و شائع کیا جائے

باہتمام اسحاق علی علوی الناظر پریس واقع لکھنؤ میں مطبع ہوا

# نقل خط و فتویٰ جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی

جو بزمانۂ جنگ روم و روس موصوف نے تحریر فرمایا تھا جسکو دیکھکر شمس العلماء
مولوی محمد احمد صاحب دیوبندی و شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب محدث نے
تصدیق فرمائی کہ مولانا موصوف ہی کے دست مبارک کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

مخدوم مکرم مولوی احمد سعید صاحب مدظلکم — کمترین محمد قاسم سلام مسنون عرض میکند عنایت نامہ درین خرابۂ نانوتہ نام است و مسقط الراس این کمترین نزد کمترین رسید دیر رسیده بود امروز جوابش روانہ میکنیم یارب بخدمت سامی چہ مولانا بنده نہ عالم است نہ عالم زاده — فقط تہمت علم بنام من زده اند با این ہمہ سامان علم بدستم ہیچ نیست بدینوجہ گاہی جرأت افتاء و تصدیق فتاوی نمیکنیم نہ خود مینویسیم و نہ بر نوشتۂ دیگران مہر دستخط می نہایم مگر چون مضمون مرسل جناب از اہم مسائل دینیہ فی زماننا بود از جوابش پہلوتہی کردن روا ندیدم ہر چہ بذہنم آمد زیر داماں سوال جناب ثبت کردم اما ترسم کہ بوجہ بے علمی و عدم سامان خطا کرده باشم مگر چون امید است کہ از ملاحظۂ علمای کبار خواہند گذرانید چہ باک اگر غلطی کرده باشم اوشان اصلاح آن خواہند فرمود پیشتر ازین بتکلیف بعضی اصحاب درین باره مضمون طویلی رقم زده بودم مگر اینہم نہ اصلش موجود است و نہ نقلش پیش نظر اگر موجود بودی بہر ملاحظہ ارسال خدمت می کردم
انشاء اللہ در باب ترغیب چنده قدر کافی میشد واللہ المستعان — معروضہ دہم شعبان روز سہ شنبہ ۱۲۹۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمای دین اس باب میں کہ بالفعل کفار روس نے بہت زور شور سے حدود اسلامیہ یعنی سلطنت اسلامیہ روم پر ہجوم کیا ہے اور ہجوم کفار روس کا صرف واسطے ترقی و تائید اپنے مذہب اور کسر شوکت و سطوت اسلام کی لیے ہے جیسا کہ تحریرات و تقریرات زار روس سے بخوبی ظاہر ہے اور اثر اس جنگ کا حسب تقریرات زار روس بلاشبہ نسبت حرمین شریفین کی پایا جاتا ہے اور از جانب سلطان روم نفیر عام کا بھی ہونا حسب قواعد شرعیہ بخوبی پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہے چنانچہ تقریرات علمای حرمین شریفین اور تحریرات سفیر روم جو کہ واسطے اطلاع کافۂ مسلمین ہند وغیرہ کی بطور اعلان درج اخبار ہو گئی ہیں اور بیان حضرت شیخ الاسلام اور تشریف لانا سفیر روم کا واسطے استعانت کے امیر کابل وغیرہ جملہ اقوام جنگجو کی پاس اس پر بخوبی شاہد ہیں پس ایسی حالت میں اعانت روم کی جملہ اہل اسلام پر فرض عین ہے کہ نہیں اور جو اہل اسلام کہ اعانت بالبدن سے قاصر ہیں ان پر اعانت بالمال فرض عین ہے کہ نہیں بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — حسب ارشاد آیۂ کریمہ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم در صورت یورش کفار جہاد فرض ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس جس صورت میں مسلمانوں کی طرف سے بوجہ ضرورت مدد کی طلب ہے تو موافق ارشاد آیۂ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیٰوۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیٰوۃ الدنیا

بسم الله الرحمن الرحیم

الم یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبهم لذکر الله  کیا مسلمانون کے لیے اسکا وقت نہین آیا کہ ذکر خدا اور احکام
وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب  الٰہی کے لیے انکے دل جھک جائین اور وہ ان لوگونکی طرح
من قبل فطال علیهم الامد فقست قلوبهم وکثیر  نہ ہو جائین جنکو اُنسے پہلے کتاب الٰہی دیگئی پس ایک
منهم فاسقون ۰ (۵۷ : ۱۶)  عرصے کے بعد انکے قلوب سخت ہوگئی اور انمین سے اکثر فاسق ہین

اگست ۱۹۱۴ء مین یکایک عالمگیر جنگ کا شعلہ بھڑکا اور آخر اسکی لپیٹ نے مسلمانون کے قلوب کو بھی سراسیمہ کیے بغیر نہ چھوڑا، مطلع کو غبار آلود دیکھکر مسلمانون نے اس مصیبت کبریٰ کے نازل ہونے سے پہلے اس ابتلای شدید سے بچنے کے لیے اپنی پوری کوشش صرف کی، انکے بعض مقتدر علما نے حضرت سلطان المعظم سے استدعا کی کہ گورنمنٹ برطانیہ سے حتے الامکان جنگ نہ کرین۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس جمود مذہبی کے زمانہ مین مسلمانون کے لیے کفر و نفاق کے گرداب مین پھنس جانے کا اندیشہ ہے، مگر حالات نے حضرت خلیفۃ المسلمین کو مجبور کر دیا اور آخرکار انکے اور گورنمنٹ برطانیہ کے درمیان جنگ شروع ہوگئی، گورنمنٹ نے مسلمانونکے احساسات کا صحیح اندازہ لگا کر جب ہندوستان مین سرکاری طور پر اعلان جنگ مشتہر کیا تو اسکے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا کہ:-

۱- حکومت ترکی کے ساتھ ہماری جنگ دفاعی ہے نہ کہ جارحانہ، مہینے دو ماہ تک ہر طرح کا مخالفانہ اور جنگجویانہ سلوک برداشت کیا اور پوری کوشش کی کہ کسی طرح یہ جنگ ٹل جائے لیکن ترکی گورنمنٹ نے برابر اپنے حملے جاری رکھے آخرکار مجبوراً ہم کو بھی اعلان جنگ کرنا پڑا۔

۲- ہندوستان کے مسلمانونکو پوری طرح بھروسہ رکھنا چاہیے کہ اس جنگ مین ہمارے یا ہمارے ساتھیون کی جانب سے کوئی بات ایسی نہ ہوگی جو انکے مذہبی احساسات کو صدمہ پہونچائے، اسلام کے تمام مقدس مقامات محفوظ رہینگے، انکے احترام کا پورا پورا لحاظ رکھا جائیگا، اسلام کے مقدس مقام خلافت کے خلاف کوئی کارروائی عمل مین نہ آئیگی، ہماری جنگ انجمن اتحاد و ترقی سے ہے جو جرمنونکی زیر اثر کام کر رہی ہے نہ کہ خلیفۃ المسلمین سے، گورنمنٹ برطانیہ صرف اپنی جانب سے بلکہ اپنے حلیفونکی جانب سے بھی ان باتونکی ذمہ داری لیتی ہے۔

یہ اُس سرکاری اعلان کا خلاصہ ہے جو یکم نومبر ۱۹۱۴ء کی اعلان جنگ کے ساتھ شایع کیا گیا تھا، اور پھر ہندوستان کے ہر ہر گوشہ تک پہونچایا گیا، دوران جنگ مین بارہا اسکی یاد تازہ کیگئی، جنگ کی سخت ترین لمحہ مین جبکہ اتحادی قعر ہلاکت کے کنارے پر تھے ۵ جنوری ۱۹۱۸ء کی تقریر مین وہ مشہور اعلان کیا گیا جسکے اعادے کی ضرورت نہین ہے

عام مسلمانون نے ان مواعید پر بھروسہ کیا، اور اپنے خلیفہ اور مقامات مقدسہ کو محفوظ سمجھکر اپنے مذہب کے
خلاف جان و مال سے ہر طرح گورنمنٹ کو مدد پہونچائی۔ علماء اس فتوے کو دیتے رہے کہ ترکونکی یہ جنگ دفاعی نہین ہے بلکہ
جارحانہ ہے اسلیے اس جہاد مین خلیفہ کی اعانت مسلمانون پر فرض عین نہین فرض کفایہ ہے۔ باوجودیکہ دوران جنگ مین
عراق پر قبضہ کیا گیا جو جزیرۃ العرب کا جزو ہے، اسکی وجہ سے ہمارے لیے محترم ہے، بیت المقدس چھین لیا گیا جو مقامات مقدسہ مین
سے ہے، عربون سے سازش اور باغی شریف کی اعانت کیگئی مگر غلط اعتماد کی وجہ سے ہم یہ سمجھتے رہے کہ یہ محض جنگی چالین ہین
جو مواعید ہم سے کیے گئے ہین بعد اختتام جنگ ضرور پوری ہونگی مگر افسوس کہ جب گورنمنٹ اس جنگ سے جسمین مسلمانون نے اسکی
لیے بیدریغ ایثار کیا اور خون بہایا تھا، کامیاب ہوکر نکلی تو باوجودیکہ وہ وزارت ٹوٹ چکی تھی جسے گورنمنٹ برطانیہ ہمیشہ جرمنی
کی ہاتھ مین اور اپنا دشمن سمجھتی تھی، التوای جنگ کی لیے حضرت خلیفۃ المسلمین کی سامنے نہایت سخت شرائط پیش کی گئین اور التوای
جنگ کی بعد گورنمنٹ کی معاندانہ روش ترکون کی برخلاف صاف ظاہر ہونے لگی۔ اوس وقت ضرورت معلوم ہوئی کہ احکام
مذہبی صاف کرلیے جائین۔ یہ استفتاء علمای اسلام کی خدمت مین پیش کیا گیا، اور مع جوابات حضرت مولانا عبد الباری صاحب
مدظلہ نے اپنے ایک خط کی ساتھ حضور وائسرای بہادر کی خدمت مین ارسال کردیا تاکہ مدبرین برطانیہ مسلمانونکی مذہبی فرائض سے آگاہ
ہوجائین اور شرائط صلح مین انکا لحاظ کرین۔ اسکے باوجود دوران التوای جنگ مین معاہدے کی بالکل برخلاف یونانیونکی
پیش قدمی حدود سمرنا مین روا رکھی گئی جہان اونھون نے بوڑھون بچون اور عورتون پر ایسے بیدردانہ مظالم کیے جن کی یاد
مسلمانونکو خون کے آنسو رلاتی ہے۔ اسیطرح اٹلی کو عدالیہ پر قبضہ کرنیکی اجازت دیگئی اور خود انگریزون اور فرانسیسیون نے سواحل
قسطنطنیہ پر اپنے جنگی جہازات بھیجے، ڈاک پولیس اور وزارت جنگ پر نگرانی قائم کی گئی مارشل لا نافذ کیا گیا جسکی عدالت
نے وطن دوست اور محب اسلام ترکونکو سزائین دین اور آخرکار اپنی زور و قوت سے ایک ایسی وزارت قائم کرائی گئی جو قوم کی
خائن اور انگریزونکی زرخرید غلام ہے، پارلیمنٹ توڑدیگئی اور اسطرح قوم کی آواز بند کردیگئی، خلیفۃ المسلمین کا سلسلہ نوجوان ترکون
سے قطع کردیا گیا، حالانکہ وہ حفاظت اسلام کیلیے اپنی انتہائی جد و جہد کام مین لا رہی تھی، سلطان المعظم مجبور کردیے گئے اور اتحادیونکے
ہاتھ مین بطور ایک نظر بند کے ہوگئے ہین۔ اس عرصہ مین انگریزی ہائی کمشنر بھی تذلیل و توہین اور زبردست دباکر نیوالے طریق کو کام مین
لاتا رہا، ترک جو فطرتاً جنگجو ہین انکو ۱۲ اسٹیمر سے زائد کا جہاز بھی رکھنے کی اجازت نہین ہے، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکونکی حالت
اس حد تک پہونچ گئی کہ انگریزی فوج کی مثال پر پردہ ڈال کر اپنی ذلت کا درد تقریرون مین ظاہر کرتے ہین۔ ان کو
بھی ہائی کمشنر کی خدمت مین ویسی ہی عاجزانہ درخواستین بھیجنا ہوتی ہین جیسا کہ ہندوستانی مسلمانون کو مقامی
حکام کے پاس، کیا اس پر بھی یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ گورنمنٹ خلافت مین مداخلت نہین کرتی؟

سہ حال کی خبرون سے معلوم ہوتا ہے کہ حفاظت قسطنطنیہ کے لیے ترکون کی جو تھوڑی سی فوج باقی رکھی گئی تھی اوس سے بھی اب ہتھیار چھین لیے گئے ۱۲ منہ

دوران التواے جنگ مین حضرت خلیفۃ المسلمین کو اسطرح مجبور و مقہور کرنیکے بعد انکے سامنے شرائط صلح پیش کیے گئے، جنکو شرائط صلح کے بجاے اگر اعلان جنگ کے نام سے نامزد کیا جاتا تو بہتر تھا۔ ان شرائط مین پوری طرح ہمارے مذہبی احکام کی توہین کیگئی ہے۔ انکی رو سے عراق عرب جو جزیرۃ العرب کی حدود مین داخل ہی اور فلسطین، جسمین بیت المقدس ہی، انگریزونکی حکمرداری مین آجائینگے، عرب کے کسی حصے مین کسی غیر مسلم کا حاکمانہ اقتدار شرعًا کسی طرح جائز نہین، مسلمانونکو انکے پیغمبر کی وصیت ہے کہ وہ اس مقدس خطے کے ایک ایک چپے کو غیر مسلم اثر سے پاک رکھین، بیت المقدس وہ متبرک مقام ہی جسکے لیے مسلمانون نے پرستاران مسیح کے مقابل بارہا اپنی جانین دی ہین اور اسکو اسلام کے لیے محفوظ رکھا ہی۔ شرائط صلح نے براہ راست خلیفۃ المسلمین کی اقتدار پر بھی دست ستم دراز کیا ہی، انکی فوجی طاقت اس قدر گھٹا دیگئی ہی کہ وہ نہ صرف جارحانہ جہاد بلکہ دفاع کے بھی قابل نہ رہینگے، انکی بحری طاقت بالکل توڑ دیگئی ہی، مقام خلافت کی حفاظت کرنیوالے قلعے ڈھا دیے گئے ہین اور آبنائے اُنکے دشمنون کے لیے کھول دیگئی ہی، قسطنطنیہ جیسے محفوظ مقام کو اسطرح بے بنیاد بنا دیا گیا ہی۔ سلطان المعظم کو قسطنطنیہ مین محصور کر دیا گیا ہی جہان وہ اس قدر غیر محفوظ ہین کہ اتحادی اپنی بحری طاقت کے زور پر اُنسے ہر بات بجبر تسلیم کرا سکتی ہین، خلیفہ کی مالی انتظام پر بھی اتحادیون نے اپنی نگرانی قائم کی ہی، غرضکہ خلیفۃ المسلمین کی کل حقوق غصب یا پامال ہو رہے ہین، مقامات مقدسہ بھی مسلمانونکی حفاظت سے نکالکر غیر مسلمون کی نگرانی مین دیے جارہے ہین، سلطان المعظم مجبور کیے جارہے ہین کہ اپنی باغیونکو جنکی سزا شرع نے قتل رکھی ہی، اپنے برابر کا حکمران تسلیم کرین۔ اور حرمین محترمین اور جزیرۃ العرب کو اسکی نگرانی مین چھوڑ دین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمارا منشا اس وقت شرائط صلح پر تفصیلی بحث کا نہین ہی ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہین کہ خلیفۃ المسلمین ہر قسم کی قوت و طاقت سے محروم اور اتحادیونکے ہاتھون مین محصور کر لیے گئے، مسلمانون کے مطالبات مسترد کر دیے گئے، اُنکے مذہبی احکام کی سخت توہین کی گئی۔ اُنکے احساسات کو صدمہ پہونچایا گیا۔ اُنسے جھوٹے وعدے کر کے انکو دھوکے مین ڈالا گیا، اُنکے ایمان کو برباد کیا گیا، اور اُنکے ساتھ وہ برتاؤ کیا گیا جسکے وہ مستحق نہ تھے، وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

یہ استفتا محض اس غرض سے لکھا گیا تھا کہ گورنمنٹ کے سامنے اپنے مذہبی مطالبات پیش کر دیے جائین اور انکے پورے نہ ہونیکی صورت مین ہم پر جو فرائض عائد ہوتے ہین اُنسے گورنمنٹ کو مطلع کر دیا جائے، اور اس امید پر اسکی عام اشاعت نہین کیگئی تھی کہ ہمارے مطالبات منظور کر لیے جائینگے اور یہ ذمہ داریان ہم پر عائد نہ ہونگی۔ مگر اب جبکہ اس طرف سے بظاہر

مایوسی ہوگئی ہی حسب تجویز جمعیۃ علمای صوبہ متحدہ مسلمانون کو ان کے مذہبی احکام سے مطلع کرنیکے لیے یہ استفتا مع جوابات کے شائع کیا جاتا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ـــــــ :

۱- اسلام کا قانون شرعی یہ ہے کہ ہر زمانہ مین مسلمانون کا ایک خلیفہ و امام ہونا چاہیے خلیفہ سے مقصود ایسا خود مختار مسلمان بادشاہ اور صاحب مملکت ہی جو مسلمانون اور انکی آبادیون کی حفاظت اور شریعت کے اجراء و نفاذ کی پوری قدرت رکھتا ہو اور دشمنونکی مقابلہ کیلیے پوری طرح طاقت ور ہو

۲- قریشی نہ ہونے کے باوجود اگر مسلمانون نے کسی کو خلیفہ تسلیم کرلیا اور اہل حل و عقد نے اسکی بیعت کی اسوقت از روے شرع مسلمانانِ عالم کا خلیفہ و امام وہی ہے پس اس کی اطاعت و اعانت تمام مسلمانون پر فرض ہے اور اس سے انحراف جایز نہین۔

۳- کسی خلیفہ کی وفات کے بعد اُس کے ولیعہد کی اطاعت و اعانت اسی طرح فرض ہی جیسے کہ خود خلیفہ کی، اور اس سے انحراف اسی طرح ناجائز جس طرح خلیفہ سے۔

۴- غیر قریشی کی خلافت منعقد ہونے کے بعد اگر کوئی قریشی بھی اس کی اطاعت سے باہر ہو اور اپنی حکومت کا دعوے کرے تو وہ باغی ہی اُسکو قتل کردینا چاہیے اور اسکے مطیع بنانے مین ہر طرح خلیفہ کی اعانت کرنا چاہیے، اور اُس باغی کی اعانت خلیفہ کے خلاف شرعًا ہر حال مین حرام ہے،

۵- جزیرۃ العرب وہ سرزمین ہی جو بحر ہند، بحر احمر، بحر شام اور دجلہ و فرات سے محدود ہے، اسکی حرمت شرعًا لازم ہے اور اسکو غیر مسلم اثر سے بالکل پاک رکھنا مسلمانون پر فرض ہی اور یہ انکے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آخری وصیت ہے۔

۶- جب غیر مسلم کسی اسلامی ملک پر حملہ کرین اور وہان کی اسلامی آبادی انکی دفع کرنیکی قوت نہ رکھتی ہو یا وہ اسمین تساہل کری تو انکی بعد دیگری ہر ملک کی مسلمانون پر اپنی بھائیونکی مدد کرنا اور اُنپر حملہ کرنیوالونکا دفاع ہر ممکن صورت سے فرض ہوجاتا ہی اور اس صورت مین جہاد فرض کفایہ نہین رہتا بلکہ روزے نماز کیطرح فرض عین ہوجاتا ہے

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدًا علیہ حقًا فی التورٰۃ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ھو الفوز العظیم

اللہ نے مسلمانون سے انکی جانون اور مالونکو جنت کے عوض مین خرید لیا ہی خدا کی راہ مین لڑتے ہین پس قتل کرتے ہین اور قتل کیے جاتے ہین یہ وعدہ ہی جو خدا نے توراۃ انجیل اور قرآن مین اپنے اوپر لازم کیا ہی اور خدا سے زائد کون وعدے کا پکا ہی پس اس خرید و فروخت پر جسکا معاملہ تمنے خدا سے کیا ہی خوش ہو اور یہی بڑی کامیابی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## کیا فرماتے ہین علمای دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل مین۔

(۱) امت محمدی پر نصب امام جسکو خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین کہتے ہین واجب ہے یا نہین اور اگر واجب ہے اور امت نے کسیکو خلیفہ مان لیا ہے اگرچہ وہ قرشی نہو تو وہ خلیفہ ہو سکتا ہے یا نہین بالخصوص ایسی حالت مین جبکہ قریشی ذی اقتدار اور مستقل قوت والا نہو اور اگر غیر قرشی خلیفہ ہو گیا تو اُسکی بغاوت قرشی کر سکتا ہے یا نہین خاصکر کے ایسی صورت مین جبکہ اس بغاوت سے ظن غالب ہو کہ بلاد اسلامیہ پر کفار کا تسلط ہو جائیگا اور یہ قریشی بھی بدون استعانت کفار کے قہر و غلبہ خلیفہ پر حاصل نہین کر سکتا ہے جس سے یقینی استیلای کفار مقامات مقدسہ اور بلاد اسلامیہ پر متصور ہے اور اس بغاوت سے فتنہ و فساد قتل و غارت اہل اسلام مین لازم آتا ہے اور اگر کوئی قرشی اسطرح بغاوت کرے تو امت کو اُسکی تائید جائز ہے یا حرام ہے اور ایسے باغی کی شرعًا کیا سزا ہے اگر مسلمان صلح کرانیکی کوشش کرین اور باغی کو مطیع بنانیکی فکر نکالین تو یہ اُنکا حکم مذہبی ہے یا نہین اور اگر ایک خلیفہ وفات کر جائے اور اُسکا ولیعہد خلیفہ ہو تو اُسکی اطاعت بھی اُسیطرح لازم اور واجب ہے یا نہین جسطرح کہ خلیفہ اول کی تھی اور اس باغی کو اُس سے صلح کرنا اور اُسکی اطاعت کرنا اور اسمین مسلمانونکو سعی کرنا لازم ہے یا نہین اور حرمین جنپر پہلے بھی تسلط خلیفہ کو تھا خلیفہ کو لازم ہے کہ پھر اُسکے اوپر تسلط قائم کرے اور اُس سے باغی کو نکالے یا اُس سے مصالحت کرے اور اُس مدت تک جبتک کہ اُس باغی کا استیصال حرمین سے نہین کر سکتا قابض نہ رہنا خلیفہ کا مخل خلافت ہے یا نہین خصوصًا ایسی صورت مین جبکہ اُس باغی کے توسط سے استیلائے کفار ارض مقدس مین مظنون ہے اور مسلمانون کو اس امر مین خلیفہ کی تائید کرنی ضروری ہے یا نہین جبکہ وہ بدون اعانت مسلمانونکے تحفظ دار اسلام کا اور تسلط حرمین پر نہین کر سکتا ہے اور خلیفہ حاجتمند اعانت کا ہے۔

(۲) سرزمین عرب جس کی حرمت شرعًا لازم ہے کیا ہے اور کہان تک ہے۔

(۳) اگر غیر مسلم ممالک اسلامیہ پر حملہ آور ہون اور وہان کے لوگ اُن کے دفاع کی قدرت نہ رکھین یا دفاع نہ کرین تو اُس ملک سے متصل جو مسلمان رہتے ہین اُنپر دفاع واجب ہو جاتا ہے یا نہین ایسے ہی اگر وہ ملک بھی قصور کرے تو اسی طرح درجہ بدرجہ شرقًا و غربًا کافہ اہل اسلام کو دفاع واجب ہوتا ہے یا نہین

بینوا توجروا

المستفتی فقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ فرنگی محلی

## ھُوَ المصوِّب

(۱) نصب امام امت محمدی پر واجب ہے جیسا کہ در مختار میں ہے ونصبہ اہم الواجبات فلذا قدموہ علی دفن صاحب المعجزات صلی اللہ علیہ وسلم" اور امام کا مقرر کرنا اہم واجبات سے ہے اسی وجہ سے صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر صحابہ نے اسکو مقدم کیا" اور شرح مقاصد میں ہے نصب الامام بعد انقراض زمن النبوۃ واجب علینا سمعًا عند اہل السنۃ "زمانہ نبوت کے ختم ہوجانیکے بعد اہل سنت کے نزدیک امام کا مقرر کرنا ہمارے اوپر سمعًا واجب ہے" اور شرح مواقف میں ہے نصب الامام عندنا واجب علینا سمعًا "ہمارے نزدیک امام کا مقرر کرنا ہمارے اوپر سمعًا واجب ہے" اور حدیث من مات بلا امام مات موتۃ الجاھلیۃ "جو شخص بلا امام کے مرا وہ جاہلیت (کفر) کی موت مرا" سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور اسی پر اعصار کا عمل امت بھی ہے بل علیہ اجماع الصحابۃ ومن بعدھم من امتہ صلی اللہ علیہ وسلم (بلکہ اسی پر صحابہ کا اور اُن لوگوں کا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے صحابہ کے بعد ہوئے ہیں اجماع ہے) اور جب امت نے کسی شخص غیر قریشی کو جو جامع الشرائط نہو خلیفہ مان لیا ہے تو وہ خلیفہ ہو جائیگا جیسا کہ شرح مواقف میں ہے۔ لکن للامۃ ان ینصبوا فاقدھا (لیکن امت فاقد الشروط کو امام بنا سکتی ہے) اور خاصکر جبکہ قریشی ذی اقتدار اور قوت والا نہو یا قریشی کی وجہ سے استیلاء کفار ممالک اسلامیہ خصوصًا مقامات مقدسہ پر ہو جانیکا اندیشہ ہو تو اُسوقت غیر قریشی ہی متعین ہو جاتا ہے جیسا کہ شرح مقاصد میں ہے واما اذا لم یوجد من قریش من یصلح لذالک اولم یقدر علی نصبہ لاستیلاء اھل الباطل وشوکۃ الظلمۃ وارباب الضلالۃ فلا کلام فی جواز تقلد القضاء وتنفیذ الاحکام واقامۃ الحدود وجمیع ما یتعلق بالامام من کل ذی شوکۃ (اور جب کوئی قریشی ایسا نہ پایا جائے جو اسکی صلاحیت رکھتا ہو یا گمراہوں اور ظالموں و اہل باطل کی غلبہ کی وجہ سے اُسکے مقرر کرنے پر قدرت نہو تو ہر صاحب اقتدار سے تقلید قضا اور تنفیذ احکام اور اقامت حدود اور تمام اُن امور کے جواز میں جو امام سے تعلق رکھتے ہیں کوئی شک نہیں ہے) اور خلیفہ جسکو امت نے تسلیم کر لیا ہو اُسکی بغاوت کرنا جائز نہیں اور خاصکر ایسی حالتمیں جبکہ اُس بغاوت سے اثارۃ فتنہ و قتال بین المسلمین اور استیلاء کفار ممالک اسلامیہ پر چاہے بالواسطہ ہی کیوں نہو) ہو جانیکا اندیشہ ہو جیسا کہ شرح مشکوۃ للقاری میں ہے واما الخروج علیھم وقتالھم فحرم وان کانوا فسقۃ ظالمین (لیکن اُن پر خروج اور اُن سے قتال پس حرام ہے اگرچہ وہ فاسق و فاجر ہوں) اور کسی شخص کو ایسے باغی کی خواہ وہ قریشی ہی کیوں نہو مدد کرنا بنص ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

رگن، اور حد سے بڑھی ہوئی بات پر اعانت نہ کرو) بایں ہمہ اور یہی بغاوت کی ہو تو تمام اہل اسلام پر ضروری
ہے کہ کوشش مصالحت فیمابین کریں کیونکہ اسکے مامور ہیں بنص فاصلحوا بین اخویکم (پس اپنے دو بھائیوں میں
صلح کرادو) اور اگر وہ باغی نہ مانے تو اسکو قتل کر دینا چاہیے جیسا کہ فان بغت احدٰهما علی الاخری الآیۃ
(پس اگر ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے الخ) اور اذا بویع بالخلیفتین فاقتلوا الآخر منهما (جب دو خلفا کی بیعت کیجائے
تو بعد والے خلیفہ کو قتل کردو) سے ظاہر ہے اور ولیعہد کے واسطے بعد موت خلیفہ وہی احکام ہیں جو خلیفہ کے ہیں
اسکی اطاعت واجب اور خروج اس پر ناجائز ہے جیسا کہ شرح مقاصد میں تحت قول وتنعقد الامامة بطرق
(اور امامت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے) ہے۔ والثانی استخلاف الامام وعهده وجعله الامر شوری بمنزلة
الاستخلاف الا ان المستخلف غیر متعین فیتشاورون ویتفقون علی احدهم واذا خلع الامام نفسه کان کموته
فینتقل الامر الی ولی العهد (اور دوسرا طریقہ خود امام کا کسی کو خلیفہ بنا دینا اور اسکو اپنے بعد کیلئے مقرر کر دینا ہے اور معاملہ
کو مشورہ پر چھوڑ دینا خلیفہ بنا دینے کے حکم میں ہے مگر یہ کہ جسکو خلیفہ بنانا ہے وہ متعین نہو گا پس اہل مشورہ مشورہ
کرینگے اور کسی پر اتفاق کرلینگے اور جب امام خود اپنے کو معزول کردے تو یہ اسکی موت کے حکم میں ہوگا پس
امر خلافت ولیعہد کیطرف منتقل ہو جائیگا"۔ اور اسیطرح مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

غرضکہ والی ملک اگر احدے را قائم مقام و ولیعہد خود — غرضکہ والی ملک اگر کسی کو اپنا قائم مقام اور ولیعہد کر دیتا ہے
کند خواہ پسر باشد و یا غیر آن ولیعہد والی ملک میگردد و — وہ اسکا لڑکا ہو یا کوئی اور تو وہ ولیعہد والی ملک ہو جائیگا اور
اطاعت وے لازم میگردد و بریں حکم توارث از خلفائے راشدین واقع — اسکی اطاعت لازم ہوگی اور اسی حکم پر خلفائے راشدین سے توارث واقع ہے

اس کے بعد توارث ثابت کرکے تحریر فرمایا ہے

و ہر سلطانیکہ می میرد وصیت میکرد کسی را بقیام مقام خود — اور جو سلطان مرتا ہے اور کسی کے لیے اپنی قائم مقامی کی
آن کس خلیفہ و سلطان می شد و ہمہ کسان در طاعت — وصیت کرتا ہے تو وہ قائم مقام اور سلطان ہو جاتا ہے اور سب
وی می شدند و کسی کہ از طاعت وی خارج می شد حکم — لوگ اسکے مطیع ہو جاتے ہیں اور جو اسکی اطاعت سے نکلتا ہے اسکے
بحبس و قتل وی میکردند و برین بود اتفاق علمائے کرام — حبس اور قتل کا حکم دیا جاتا ہے اور اس قول پر علمائے کرام کا اتفاق ہے

اور باغی سے ممالک اسلامیہ کا نکالنا اور اسکا دفع کرنا خاصکر جبکہ اسکی وجہ سے استیلاء کفار کا خوف ہو
ضروری ہے جیسا کہ آیات و حدیث بالا سے معلوم ہوا ہے اور اس میں مسلمانوں کو بقدر وسعت اعانت کرنا ضروری ہے
انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا (مشرکین یقینا نجس ہیں پس اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ ہوں)

اور اخرجوا المشركين من جزيرة العرب (نکالدو مشرکین کو جزیرۂ عرب سے) خاصکر بلاد مقدسہ سے ایسے
استیلاء کے دفعیہ کا حکم کرتے ہین ۔ اور ہدایہ مین ہے فان هجم العدو على بلد وجب على جميع الناس الدفع
يخرج المرأة بغير اذن زوجها والعبد بغير اذن المولى فانه صار فرض عين (جب دشمن کسی شہر پر ہجوم کرے
تو تمام لوگون پر دفاع واجب ہے عورت بلا اجازت اپنی شوہر کے اور غلام بلا اجازت اپنے آقا کے نکل کھڑا ہو
کیونکہ دفاع اس وقت فرض عین ہوگیا) اور فتح القدیر مین ہے سواء كان المستنفر عدلا او فاسقا عام اس سے
کہ دفاع کے لیے کوچ کرانیوالا عادل ہو یا فاسق ۔ اور درمختار مین ہے ويقبل خبر المستنفر ومنادی
السلطان ولو فاسقا (اور دفاع کے لیے کوچ کرانیوالے اور منادی سلطانی کی خبر قبول کیجائیگی اگرچہ وہ فاسق ہو
اور مسلمانون پر لازم ہے کہ ایسی صورت مین امام کی مدد کرین جیسا کہ درمختار اور شامی مین بحوالہ جامع الفصولین تحریر ہے
ان المسلمين اذا اجتمعوا على امام وصاروا امنين به (جب مسلمان کسی امام پر متفق ہوجائین اور اسکے امن وامان
فخرج عليه طائفة من المؤمنين فان فعلوا ذلك لظلم مین ہوجائین پھر مسلمانون کا کوئی گروہ اسپر خروج کرے تو
ظلمهم فهم ليسوا من اهل البغي وعليه ان يترك الظلم خروج اگر ان لوگون پر اسکے ظلم کی وجہ سے ہے تو وہ باغیون مین
وينصفهم ولا ينبغي للناس ان يعينوا الامام عليهم لان فيه سے نہونگے اور امام پر ظلم کا ترک کرنا اور انصاف کرنا
اعانة على الظلم ولا ان يعينوا تلك الطائفة على الامام لازم ہوگا اور دوسرے لوگونکو نہ تو انکے مقابلے مین امام کی اعانت
ايضا لان فيه اعانة على خروجهم على الامام وان لم يكن کرنا چاہیے کیونکہ یہ ظلم کی اعانت ہوگی اور نہ امام کے مقابلہ
ذلك لظلم ظلمهم ولكن لدعوى الحق والولاية فقالوا مین ان لوگونکی اعانت کرنا چاہیے کیونکہ یہ امام پر انکے خروج
الحق معنا فهم اهل البغي فعلى كل من يقوى على القتال کی اعانت ہوگی اور اگر یہ خروج اسکے ظلم کی وجہ سے
ان ينصر امام المسلمين على هؤلاء الخارجين لانهم نہو بلکہ حق اور ولایت کے دعوے کے لیے ہو کہ وہ کہین کہ
ملعونون على لسان صاحب الشرع صلى الله عليه وسلم حق ہمارے ساتھ ہے تو وہ لوگ باغیون مین سے ہونگے پس ہر
اس شخص پر جو قتال پر قدرت رکھتا ہے لازم ہوگا کہ ان خارجین کے مقابلے مین مسلمانونکے امام کی مدد کرین کیونکہ ایسے
خارجین صاحب الشرع کی زبان پر ملعون ہین) اور خلیفہ کے قبضے مین جس زمانہ مین حرمین شریفین نہین تھے اس زمانہ
مین بھی اسکی خلافت مین کوئی نقص نہین ہوا چنانچہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا قبضہ ایک زمانے تک مکہ مکرمہ پر نہین ہوا
اور خلیفہ رابع رضی اللہ عنہ کا قبضہ بھی بعد قتال معاویہ رضی اللہ عنہ فوت تک نہین پہونچا اور حرمین کا قبضہ شرائط
خلافت مین کسی گروہ کے نزدیک معتبر نہین كما هو ظاهر من الكتب الكلامية والفقهية ۔ اور خلفای بنی عباس مین سے

بہتون کا قبضہ حرمین پر نہ تھا لیکن باتفاق الامۃ وہ خلیفہ تھے واللہ اعلم بالصواب

(۲) جزیرۃ العرب وہ سرزمین ہے جو بحر ہند بحر احمر بحر شام اور دجلہ و فرات سے محدود ہے شرح مشکوۃ ملا علی قاری میں ہے
فی النہایۃ الجزیرۃ موضع من الارض وہو ما بین حفر نہایہ میں ہے کہ جزیرہ (عرب) زمین کا ایک حصہ ہے اور وہ
ابی موسی الاشعری الی اقصی الیمن فی الطول وما بین طول میں حفر ابو موسی اشعری سے لیکر اقصائے یمن تک اور عرض میں
رمل یبرین الی منقطع السماوۃ فی العرض قالہ ابو عبیدۃ رمل یبرین سے لیکر منقطع سماوہ تک ہے ابو عبیدہ اسکے قائل ہیں
وقال الاصمعی من اقصی عدن ابین الی ریف العراق اور اصمعی کہتے ہیں کہ وہ طول میں اقصائے عدن ابین سے لیکر
طولا ومن جدۃ وساحل البحر الی اطراف الشام عرضا ریف العراق تک اور عرض میں جدہ اور ساحل بحر سے لیکر
وقال الازہری سمیت جزیرۃ لان بحر الفارس وبحر اطراف شام تک ہے اور ازہری کہتے ہیں کہ اسکو جزیرہ اس وجہ سے
السودان احاطا بجانبیہا واحاطہ بالجانب الشمالی دجلۃ کہتے ہیں کہ دو طرف بحر فارس اور بحر سودان اسکو گھیرے ہوئے
والفرات وعن مالک ان جزیرۃ العرب مکۃ والمدینۃ ہیں اور شمال کی طرف دجلہ و فرات اور امام مالک سے مروی ہے
والیمامۃ وفی القاموس جزیرۃ العرب ما احاط بہ بحر الہند کہ جزیرۃ العرب مکہ اور مدینہ اور یمامہ ہے اور قاموس میں ہے
وبحر الشام ثم دجلۃ والفرات جزیرۃ العرب وہ ہے جسکو بحر ہند بحر شام پھر دجلہ و فرات گھیرے ہوئے ہیں
دوسری جگہ اسی کتاب میں ہے
وقال الکرمانی جزیرۃ العرب ہی اور کرمانی کہتے ہیں کہ جزیرہ عرب وہ ہے جو طول میں عدن سے لیکر
ما بین عدن الی ریف العراق طولا ومن جدۃ الی الشام عرضا ریف العراق تک اور عرض میں جدہ سے لیکر شام تک ہے۔
واللہ اعلم بالصواب۔

(۳) بلاشبہ ایسی صورت میں وہ اہل اسلام جو قریب ان مقامات سے ہوں انپر دفاع عدو ضروری ہے اور اگر وہ نہ کریں خواہ کسی
وجہ سے ہو درجہ بدرجہ شرقا و غربا عامہ اہل اسلام قادرین پر دفاع کرنا واجب ہے جیسا کہ اوپر کی عبارات سے معلوم ہوا ہے اور
عنایہ شرح ہدایہ میں ذخیرہ سے منقول ہے اذا جاء النفیر انما جب نفیر ہو تو اُن لوگوں پر جو دشمن سے قریب ہیں فرض عین
یصیر فرض عین علی من یقرب من العدو فاما من ہو جائیگا اور جو انکے بعد اور دشمن سے دور ہیں اُنپر فرض کفایہ
وراءہم یبعد من العدو فہو فرض کفایۃ علیہم حتی ہوگا کہ اگر اُنکی احتیاج نہو تو اُسے وہ چھوڑ سکتے ہیں اور اگر انکی
یسعہم ترکہ اذا لم یحتج الیہم فان احتیج الیہم بان عجز من کان احتیاج ہو اسطرح کہ جو لوگ دشمن سے قریب ہیں وہ دشمن سے مقابلہ
یقرب من العدو عن المقاومۃ مع العدو او لم یعجزوا عنہا کرنے میں عاجز ہوں یا عاجز تو نہوں مگر کاہلی کریں اور جہاد نہ کریں
لکنہم تکاسلوا ولم یجاہدوا فانہ یفترض علی من یلیہم تو مثل نماز روزہ کے فرض عین ہو جائیگا پہلے اُن لوگوں پر جو ان

فرض عین کالصلوٰۃ والصوم لا یسعہم ترکہ ثم وثم الی ان یعم من بایلیہم متصل بہ شہادت بجز لکہ بعد الذین یلونہم

یفترض علی جمیع اہل الاسلام شرقاً وغرباً علی ہذا التدریج — بعد الذین یلونہم بالترتیب یا بنکث کجیع اہل الاسلام پر شرقاً وغرباً

کما فی رد المحتار واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد ایوب غفر اللہ ذنوبہ خفید مولانا محمد عبد الحی الفرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ [مہر]

قد صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم واحکم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ وستر عیوبہ [مہر]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ الباری محمد عبد الہادی الانصاری سقاہ اللہ کاسا

من معین عشقہ الساری خفید العلامۃ مولانا محمد معین اسکنہ اللہ فی اعلیٰ علیین [مہر]

الجواب نصب امام مسلمانوں پر واجب ہے اور قریشی کی عدم موجودگی یا عدم قابلیت کی وجہ سے غیر قریشی خلیفہ ہو سکتا ہے
اور خلیفہ پر خروج بیشک ناجائز ہے خاصکر جبکہ خروج کی وجہ سے استیلاء کفار ممالک اسلامیہ پر ہو جانیکا اندیشہ ہو یا
فتنہ یا قتال بین المسلمین کا احتمال ہو اور ایسی بغاوت کی صورت میں مسلمانوں کو لازم ہے کہ خلیفہ کی پوری پوری مدد
کریں اگر مصالحت ممکن ہو فبہا ورنہ دفع باغی کریں اور ولیعہد خلیفہ بعد موت خلیفہ کے خلیفہ ہوتا ہی کما یدل علیہ امامۃ الخلیفۃ
الثانی والثالث رضی اللہ عنہما اور اسکی اطاعت سب پر واجب اور اسپر خروج ناجائز ہے اور حرمین پر قبضہ بہ تو
شرائط خلافت متفق علیہا میں سے نہ مختلف فیہا میں اور بلاد اسلامیہ خصوصاً جزیرۃ العرب سے استیلاء کفار کا دفع کرنا
مسلمانوں پر حسب حکم اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب (نکالو مشرکین کو جزیرۂ عرب سے) ضروری اور لازمی
جزیرۃ العرب میں عراق و ارض حجاز و یمن وغیرہ سب داخل ہیں اور بوقت ہجوم کفار بلاد اسلامیہ پر مسلمانوں کو دفاع
ضروری ہے اور اگر اس جگہ کے مسلمان دفاع نہ کریں تو متصل مقامات کے مسلمانوں پر واجب لازم ہو جاتا ہے
اسیطرح شرق سے غرب تک دفاع فرض ہو جاتا ہے اور یہی مسلک عامہ علماء کا تھا اور ہے امور مذکورۂ بالا کے متعلق جو
کچھ برادر مکرم مولانا مولوی ابو احمد محمد ایوب صاحب نے تحریر فرمایا ہے بالکل درست ہے سب باتیں محتاج مزید دلائل کا
نہیں ہے تاہم بعض امور کی اور تائید کرنا خالی از فائدہ بھی نہیں ہے ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں تحت حدیث
کانما من کان تحریر فرمایا ہے ای سواء کان من اولادی او من غیرہا عالم میں سے کہ میری اقارب میں سے ہو یا کسی اور گروہ سے
اور مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندی اپنی ایک تحریر میں جسکو زمانۂ جنگ روم و روس میں انہوں نے ارسال کیا تھا
تحریر فرماتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم حسب ارشاد آیہ کریمہ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (اللہ کی راہ
میں ان لوگوں سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں) در صورت یورش کفار جہاد فرض ہو جاتا ہے علی ہذا القیاس
جس صورت میں مسلمانوں کو بوجہ ضرورت مدد کی طلب ہو تو موافق ارشاد آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل

لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاٰخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا قلیل" ای ایمان والو کیا ہے تمکو کہ جب تم سے اللہ کی راہ مین کوچ کرنیکو کہا جاتا ہے تو تم زمین پر بوجھل ہوجاتے ہو (تمھارے پاؤن نہین اُٹھتے) کیا تم آخرت کو چھوڑ کے ذلیل زندگی سے راضی ہوگئے اور آخرت مین تو اس ذلیل زندگی کی متاع بہت تھوڑی ہے" و نیز حسب ارشاد والذین اٰمنوا ولم یھاجروا ما لکم من ولایتھم من شیء حتی یھاجروا وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم وبینھم میثاق اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہین کی تمکو انکی رفاقت سے کسی قسم کا سروکار نہین ہی یہانتک کہ وہ ہجرت کرین اور اگر وہ دین کے معاملہ مین تم سے مدد کے خواہان ہون تو تم پر اُنکی مدد کرنا لازم ہے مگر اُس قوم کے مقابلہ مین کہ جسکے اور تمھارے درمیان معاہدہ ہوچکا ہو) جہاد کو جانا اور مدد کرنا فرض ہوجاتا ہے خاصکر جب یہ لحاظ کیا جاے کہ کفار ایک دوسرے کی مدد کے درپے ہین تو اس صورت مین حسب ارشاد والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر (اور جن لوگون نے کفر کیا اُنکے بعض بعض کی رفیق ہین اگر تم یون نہ کروگے تو زمین مین فتنہ پیدا ہوگا اور بڑی خرابی ہوگی) نہ مقتضاے غیرت ہے کہ ہم خاموش بیٹھے دیکھا کرین اور نہ مقتضاے ایمان و اطاعت خداوندی یہ ہے کہ دریغ کرین علاوہ برین جب اندیشہ یہ ہو کہ حرمین شریفین خاصکر مسجد الحرام کفار کے قبضہ مین آجائیگی چنانچہ اس لڑائی مین اگر خدا نخواستہ مسلمانونکو شکست ہوئی تو یہی نظر آتا ہے تو اس صورت مین موافق ارشاد یاایھا الذین آمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام الخ ای ایمان والو بیشک مشرکین نجس ہین پس وہ مسجد حرام کے قریب نہ ہون۔ الخ) مدافعت کفار اور بھی فرض ہوجاتی ہے انتہی بعبارتہ۔ اور جناب جد معظم شمس العلماء مولانا عبد المجید صاحب فرنگی محلی زمانہ جنگ بلقان مین بجواب استفتا تحریر فرماتے ہین جسکی تصحیح جد مکرم شمس العلماء جناب مولوی عبد الحمید صاحب فرنگی محلی نے بھی کی ہے" درصورت ہجوم کفار دفاع ضروری ہے اگر اہل بلد کی طرف سے نفیر نہو تو فرض کفایہ ہے اور اگر نفیر ہو تو کل مرد و زن قادرین پر فرض عین ہوجاتا ہے و درصورت عدم قدرت دفاع مدافعین کو مال اور آلات سے مدد دینا ضروری و لازمی ہی انتہی بعبارتہ واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد قطب الدین عبد الوالی الانصاری عفا اللہ عنہ | مہر

جواب بالکل صحیح و درست ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد صبغۃ اللہ الانصاری الفرنگی محلی $\frac{۱۷}{۱۳}$ ۳۷ ۔

| مہر لاریب فیہ واللہ اعلم بالصواب محمد عبد القادر الانصاری غفر لہ اسد الباری اللھم نعم حررہ الفقیر محمد عنایت اللہ غفر لہ اللہ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب محمد سلامت اللہ انصاری فرنگی محل لکھنو۔ (۱) الف عامۂ اہل سنت وجماعت کے نزدیک نصب امام خود مسلمانون پر واجب ہی خلافت و امامت کے لیے قرشیت شرط ابتدائی ہی اور حدیث الائمۃ من قریش لی امام

قریش میں سے ہوں) عصبیت و قوت پر مبنی و مجمل ہی اور عملاً بھی ایک مدت دراز سے امت نے قریشیت کی شرط کو خلافت کے لیے لازم نہیں قرار دیا ہے جیسا کہ مدت دراز سے ہوتا چلا آیا ہے اور علماء کی تصریحات بھی شاہد ہیں کہ امت اگر غیر قریشی کو خلیفہ مان لی تو وہ خلیفہ ہو جاتا ہے، بالخصوص ایسی حالت میں جب قریشی ذی اقتدار نہو۔

ب اطاعت امام ہر مسلمان پر فرض ہی خواہ وہ قریشی ہو یا غیر قریشی اور بغاوت اُس سے ناجائز ہی اور اگر کوئی شخص (قریشی ہو یا غیر قریشی) امام سے بغاوت کرے تو بفحوائے آیہ فقاتلوا التی تبغی الخ (بغاوت کرنیوالوں سے قتال کرو) اُس سے قتال کیا جائیگا اور اس فتنہ کے دفع کرنیکی کوشش کیجائیگی خصوصاً ایسی حالتمیں کہ یہ معلوم ہی کہ باغی قریشی بلا اعانت کفار بغاوت نہیں کرسکتا اور اسکی بغاوت سے مقامات مقدسہ پر استیلاء کفار مظنون ہی ایسا باغی خواہ قریشی ہو یا غیر قریشی کبھی حق پر نہیں ہو سکتا اور اعانت اُسکی مسلمانوں کے لیے خدا اور رسول کی نافرمانی ہی اور جو شخص ایسے باغی کی تائید کرتا ہے وہ عدو اللہ ہے اور اس باغی کی سزا بفحوای حدیث اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا آخرھما (جب دو خلفاء کی بیعت کیجائے تو بعد والے خلیفہ کو قتل کر ڈالو) قتل ہی۔

ج علما نے تصریح کی ہے کہ ولایت عہد سے خلافت ثابت ہو جاتی ہے اور خلیفہ کے انتقال کرنیکے بعد اُسکا ولیعہد جائز اور شرعی خلیفہ ہوتا ہے اسکی اطاعت بھی خلیفہ کی اطاعت کی طرح مسلمانوں پر فرض ہی اور باغی پر بھی ولیعہد خلیفہ کی اطاعت لازم ہی نیز خلافت کے شروط میں سے یہ نہیں ہے کہ خلیفہ کا تسلط مقامات مقدسہ پر بھی ہو بہت سے خلفا ایسے گذرے ہیں جنکا تسلط ارض حرمین وغیرہا پر نہ تھا اور وہ خلیفہ باجماع تسلیم کیے گئے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلط ایک مدت تک مکہ پر نہیں ہوا ہاں موجود الوقت خلیفہ کو اس بات کی کوشش کرتے رہنا لازمی ہے کہ تحت خلافت کا تسلط ارض حرمین پر ہو جائے اور اگر خلیفہ اسکی کوشش کرے تو اسکی تائید مسلمانوں پر لازم ہے۔

(۲) سرزمین عرب کی تحدید کے متعلق علماء اور جغرافیین اہل اسلام میں اختلاف ہے بعض لوگ ارض عراق عرب کو خلیج فارس کی طرف اور خلیج عقبہ سے بحر احمر کے جانب عرب کی تحدید کرتے ہیں لیکن علما کی عام تحدید یہ ہی کہ ارض عرب وہ زمین ہی جسکو خلیج فارس بحر ہند اور بحر عرب اور دجلہ و فرات احاطہ کیے ہوئے ہیں جسمیں یمن حجاز تہامہ حضرموت الحسا ارض احقاف اور نجد شامل ہیں اور ارض عرب جسمیں الحسا اور بحرین اور کویت اور عدن اور جدہ داخل ہیں بفحوائے احادیث اخرجوا المشرکین اور اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب (مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو) یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کا اخراج مسلمانوں پر واجب ہے۔

(۳) جاننا چاہیے کہ جہاد فریضہ اسلامی کفایہ ہی اگر تمام مسلمان اسکی ادائگی میں قصور کریں تو سارے مسلمان گنہگار ہونگے اور

اگر کوئی طبقہ مسلمانون کا اس فرض کو ادا کر رہا ہے تو سارے مسلمانون پر سے ساقط ہے لیکن اگر کبھی ملک پر
کفار حملہ آور ہون تو اُس ملک کے مسلمانون پر فرض عین ہو جاتا ہے اور اس نفیر عام مین عبد کو بلا اذن سید اور
اولاد کو بلا اذن والدین اس فرض مین شرکت ضروری ہو جاتی ہے اور اگر اُس ملک کے مسلمان استعداد
دفاع نہین رکھتے تو اُنکے متصل مسلمانون پر واجب ہوتا ہے یہانتک کہ شرقاً و غرباً تمام مسلمان اس فرض مین
شامل ہو جاتے ہین اور جو مسلمان استطاعت نہین رکھتے اُنپر بمضمون آیت۔ وَاَعِدّوا لَهُم مَّا استَطَعتُم الخ اُنکے لیے جب
کر سکتے ہو اُسکا سامان کرو الخ استطاعت کے حاصل کرنیکی کوشش کرنا واجب ہے۔ محمد یونس الانصاری | مہر |
واقعی جو کچھ جوابات دیے گئے ہین صحیح ہین اور مشرکین ہی (اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب) مشرکین کو جزیرۂ عرب
سے نکال دو) یہود و نصاری داخل ہین جسکی تائید ترمذی کی حدیث عن جابر عن عمر بن الخطاب ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لئن عشت ان شاء اللہ لاخرجن الیهود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب (بروایت جابر
عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ اگر مین زندہ رہا تو یقیناً یہود و نصاری کو جزیرۂ عرب
سے نکال دونگا) سے نیز یہود کے مقابل مین حضور صلی اللہ علیہ سلم کے یہ ارشاد فرمانے سے کہ اسلموا تسلموا واعلموا ان
الارض للہ ورسولہ وانی ارید ان اجلیکم من ھذہ الارض فمن یجد منکم بمالہ شیئاً فلیبعہ والا فاعلموا
ان الارض للہ ورسولہ۔ کما رواہ البخاری (اسلام لاکے سلامتی مین آجاؤ ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اُس کے
رسول کی ہے اور مین چاہتا ہون کہ تم لوگونکو اس زمین سی نکالدون پس جسکے پاس اُسکا کچھ مال ہو اُسے بیچ ڈالے
ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اُسکے رسول کی ہے جیسا کہ بخاری نے اسکو روایت کیا ہے) سے ہوتی ہے —
واللہ اعلم بالصواب کتبہ محمد شفیع اللہ محبت اللہ الانصاری فرنگی محل لکھنؤ

اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الاوّاہ الراجی رحمۃ اللہ ورضاہ محمد برکت اللہ اللکنوی
الفرنگی محلی حفید بحر العلوم والجاہ مولانا المفتی محمد نعمت اللہ قدس سرہ

هو المصوب واقعی نصب امام امت پر واجب ہے شرح مواقف مین ہے نصب الامام من اتم مصالح المسلمین
واعظم مقاصد الدین فیحکمہ الایجاب السمعی (امام کا مقرر کرنا مصالح مسلمین سی اہم مصلحت اور مقاصد دین مین سے
اعظم مقصد ہے پس حکم اُسکا ایجاب ہے سمعی) اور تمہید مین ہی بان الخلافۃ ثابتۃ والامارۃ قائمۃ مشروعۃ
واجبۃ علی الناس ان یروا علی انفسهم اماما بدلیل الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ (یقیناً خلافت و امارت ثابت
و مشروع ہے کتاب سنت اجماع امت سب کے لحاظ سی لوگون پر لازم ہے کہ اپنے لیے ایک امام مقرر کرین) اور

امام کے شرائط مین سی بعض شرائط اجماعی ہین اور بعض اختلافی بعض اجماعی شرائط کے لیے شرح مواقف مین
تصریح ہے کہ اُنکے عدم وجدان کی صورت مین اگر امت غیر جامع بلکہ فاقد الشروط کو امام مقرر کرے تو کر سکتی
ہے جیسا کہ شرح مواقف کی عبارت لکن للامة ان ینصبوا فاقدھا سے یعنی لیکن امت فاقد الشروط کو امام بنا سکتی ہے
سے ثابت ہوتا ہے تو غیر اجماعی شرائط کے عدم وجدان کی صورت مین بدرجۂ اولی امت کو حق ہی کہ فاقد الشروط
کو بضرورت امام بنا لے جیسے سوال مذکور مین قرشیت کے متعلق دریافت کیا گیا ہے بالخصوص ایسی حالت مین
جبکہ قریشی ذی اقتدار اور مستقل قوت والا نہو شرح مقاصد مین تمام شروط بلکہ قرشیت کی شرط بھی لکھنے کے
بعد لکھا ہے نعم اذا لم یقتدر علی اعتبار الشرائط جاز الابتناء للاحکام المتعلقة بالامام علی کل ذی شوکة
نصب او استولی کہان جب شرائط کے لحاظ کرنے پر قدرت نہو تو ہر صاحب اقتدار کے ساتھ وہ احکام متعلق ہو سکتے
ہین جو امام کے ساتھ متعلق ہوتے ہین وہ امام مقرر کیا گیا ہو یا خود سے اُس نے غلبہ حاصل کر لیا ہو اور مسامرہ
مین ہے. قول وصار کما لم یوجد قرشی عدل او وجد قرشی عدل و لم یقدر (اور یہ حالت ویسی ہی ہوگی کہ
کوئی عادل قرشی نہ پایا جائے یا پایا جائے لیکن قدرت نہو) کے لکھا ہے اذ یحکم فی کل من الصورتین بصحة ولایة
من لیس بقرشی و من لیس بعدل للضرورة (کیونکہ دونون صورتونمین ضرورةً غیر قرشی و غیر عادل کی صحت
امارت کا حکم دیا جائیگا) اصل یہ ہی کہ نصب امام امت کو چاہیے اور اُسکو مصالح ملت کے لحاظ سے نصب و عزل
کا اختیار ہے تحصیل مقصود کی غرض سی شرح مواقف مین ہی وللامة خلع الامام و عزله بسبب یوجبه مثل ان
یوجد منه ما یوجب اختلال احوال المسلمین و انتکاس امور الدین کما کان لھم نصبه و اقامته لانتظامھا و
اعلائھا اور اُن وجوہ سی جنسے کوئی امام معزول ہو سکتا ہی مثلاً اُس سی وہ امور صادر ہون کہ جو احوال مسلمین مین خلل
پڑجانے اور امور دین کے برباد ہو جانیکے موجب ہون تو امت کو جسطرح انتظام احوال مسلمین اور اعلاء امور دین کے لیے
امام کے مقرر کرنیکا حق ہی امام کے معزول کرنیکا بھی حق ہے) اور جبکہ کوئی خلیفہ ہو گیا قرشی ہو یا غیر قرشی
جامع الشروط ہو یا فاقد الشروط تو اُس پر خروج یعنی اُس سے بغاوت کرنا حرام ہے۔ ازالۃ الخفاء مین ہے۔
حرام است خروج بر سلطان بعد از انکه مسلمین بروی مجتمع شدند کسی سلطان پر اگرچہ وہ مستجمع الشرائط نہو مسلمانونکے متفق
مگر آنکه کفر بواح ازوی دیده شود اگرچه آن سلطان مستجمع شرائط نباشد ہو جانیکے بعد خروج کرنا حرام ہی مگر یہ کہ اُس سی کوئی کھلا ہوا کفر ظاہر ہو
اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین بعد ذکر حدیث من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد الحدیث جو شخص تمہارے
پاس آئے اس حالتمین کہ کسی شخص کی امارت پر تم متفق ہو چکے ہو الخ کے لکھا ہے قوله علی رجل واحد ای لم اهلیة الخلافة

او التسلط والغلبة (حضو کے. قول مُکسی شخص پر اُسی عموم مستفاد ہوتا ہی یعنی خلافت کی اہلیت اُسمین ہو یا اُسکو تسلط و غلبہ حاصل ہو)
ان عبارات نیز عبارت مذکورہ جواب اول فان فعلوا ذلك لظلم ظلمهم به فهم ليسوا من اهل البغي الخ (یس اگر
اُنکا یہ خروج اُن لوگونپر اُسکے ظلم کی وجہ سے ہو تو وہ لوگ باغیون مین سے نہ ہونگے الخ) سے ثابت ہوتا ہی کہ خروج
کرنا امام اور خلیفہ مسلم پر اُس وقت تک جائز نہین جبتک صریحا کفر اُس سی نہ صادر ہوا ہو اُس وقت وہ صلاحیت
امامت کی نہین رکھتا ہے اور اگر اُس سے ظلم ظاہر ہوا ہو تو اُس قوم سے جسپر ظلم کیا ہی اگر خروج صادر ہوا تو اُن کو
باغی نہ کہینگے مگر اس صورت مین نہ تو امام کی مدد کرینگے نہ مظلومین کی جبتک کہ وہ مظلومین امام کی خلافت سی
انکار نہ کرین۔ کیونکہ خلافت کے انکار کرنیکا حق اُنکو بھی حاصل نہین ہے اور سوا دفع ظلم کے کسی اور وجہ کا خروج اُنپر
بھی حرام ہے جیسا کہ ملا علی قاری کی عبارت واما الخروج عليهم وقتالهم فحرام وان كانوا فسقة ظالمين
دیگر اُنپر خروج اور اُنسے قتال حرام ہے اگرچہ وہ فاسق و فاجر ہون) سے ثابت ہوتا ہے اور احادیث صحیحہ سے اسکی
تائید ہوتی ہی ترمذی مین ہے عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال انكم سترون بعدي اثرة واموراً
تنكرونها قالوا فما تامرنا قال ادوا اليهم حقهم واسألوا الله الذي لكم هذا حديث حسن صحيح (عبد الله
سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ تم میرے بعد ایسے امور دیکھو گے جو تمکو ناگوار ہونگے صحابہ نے پوچھا ہم کو کیا حکم
ہوتا ہے فرمایا اُنکے حقوق ادا کر دو اور اللہ سی اپنی مرضی کے موافق کرنیکے لیے دعا مانگو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے)
اور اگر بربنای حق جلبی کوئی حق ہو خروج امام پر کیا جائیگا مثلا کہا جائے کہ ہم قریشی ہین اسواسطے خروج خلیفہ مسلم
پر کرتے ہین تو یہ خروج بغاوت ہی جیسا کہ عبارت مذکورہ جواب اول سے ثابت ہوتا ہے وان لم يكن ذلك
لظلم ظلمهم ولكن لدعوى الحق والولاية فقالوا الحق معنا فهم اهل البغي فعلى كل من يقوى الخ (اور اگر یہ
خروج اُنپر اُسکے ظلم کی وجہ سی نہو بلکہ حق اور ولایت کے دعوے کیلیے ہو کہ وہ کہین کہ حق ہمارے ساتھ ہی تو وہ باغیون مین
سے ہونگے پس ہر اُس شخص پر جو طاقت رکھتا ہو الخ) اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اقویا کو اعانت
کرنا خلیفہ کی لازم ہے البتہ ضعفا و مرضا وغیرہ معذور ہین اُنپر وجوب قتال نہین کیونکہ بقدر استطاعت تکلیف
ہے قرآن شریف مین ہے ليس على الضعفاء ولا على المرضى ولا على الذين لا يجدون ما ينفقون حرج اذا نصحوا
لله ورسوله ما على المحسنين من سبيل "ضعیفون اور بیمارون اور اُن لوگونپر جنکے پاس خرچ کرنیکو کچھ نہو کوئی تکلیف
نہین ہی جبکہ وہ اللہ اور اُسکے رسول کے لیے خیرخواہ ہون محسنین پر کوئی الزام کی راہ نہین ہے" اور فرمایا ہے
ليس على الاعمى حرج ولا على الاعرج حرج ولا على المريض حرج (نہ تو اندھے پر کوئی تکلیف ہی اور نہ لنگڑے پر اور نہ مریض پر)

اور فرمایا ہی ما جعل اللہ فی الدین من حرج (اللہ نے دین مین تکلیف لا یطاق نہین رکھی ہی) اور فرمایا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا (اللہ وسعت سے زائد کسی کو تکلیف نہین دیتا) غرضکہ جملہ احکام شرعیہ مین وسعت واستطاعت شرط ہی اور عدم قدرت اسقاط فرض کو کافی ہی اور یہ امر اس قدر ظاہر ہے کہ ہر جگہ اسکا ذکر کرنا ضروری نہین ہی اسی وجہ سے فقہ کی تمام عبارات مین گو اسکا ذکر نہین ہی مگر ملحوظ ہر جگہ ہے خواہ اعانت امام ہو یا دفاع ہو یا دیگر فروض ہون ہان بعض فروض ہین جو بادنیٰ عذر ساقط ہو جاتے ہین اور بعض ہین کہ فروض مین سہولت ہو جاتی ہی مثلا روزہ ہی کہ مریض و مسافر پر فرض نہین رہتا مگر نماز بجائے فرض نہ رہنے کے بیٹھ کے پڑھنے یا اشارے سے ادا کرنیکی قدرت کی صورت مین ساقط نہین ہوتی اور سفر مین قصر ہو جاتا ہے اسقاط فرضیت نہین ہوتی اسی طرح سی فرض سعی محبو دامور دینیہ مین بھی محض بعض عذر سے ساقط نہین ہوتا ہے بلکہ بقدر وسعت فرض رہتا ہے جو شخص قتال سے عاجز ہے وہ مال سے مدد کر سکتا ہے اور اُسپر مال سی اعانت فرض ہی جو مال بھی نہین رکھتا اور قوت قتال بھی اُسکو حاصل نہین تو وہ زبان سی اس فرض کو ادا کرے اگر زبان سے ادا کرنیکی قوت ہے تو اُسپر سے اسکا اسقاط نہین ہو سکتا ہے اگر زبان سی بھی قدرت نہین اور مرض یا اکراہ یا خوف غالب روکتا ہے تو اُسکو دل سی دعا کرنا اور قلب سی منکر کو دفع کرنا لازم ہے یہ ادنیٰ درجہ ایمان کا ہے حاصل یہ ہی کہ ایجاب شرعی بقدر وسعت ہے کذا افادنی اُستاذ الاساتذہ ملک العلماء بحر العلوم مولانا قیام الدین محمد عبد الباری متعنا اللہ بطول بقائہ و مد فیوضہ علینا واللہ اعلم بالصواب - حررہ محمد ادریس عفی عنہ فرنگی محل لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی صدق وعدہ نصر عبدہ اعز جندہ ہزم الاحزاب وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم ہداۃ الاسلام لکل منہم بتائید الحق سعیہ وجہدہ

**اما بعد** یہ امر مسلم ہی کہ نصب امام مسلمانو نپر واجب ہے کتب عقائد و فقہ مین اسکی تصریحات موجود ہین شرح مواقف مین ہے نصب الامام واجب علینا سمعا (الی ان قال) اما وجوبہ علینا (امام کا مقرر کرنا ہمپر سمعا واجب ہے (الی ان قال) لیکن ہمپر اسکا سمعا) فللوجہین الاول انہ تواتر اجماع المسلمین فی الصدر (وجوب دو وجہون سی ہی اول یہ کہ بعد وفات نبی کی صدر اول مین) الاول بعد وفاۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم علی امتناع خلو (خلیفہ اور امام سی کسی زمانے کے خالی ہونیکے ناجایز ہونی پر مسلمانو نکا) الوقت عن خلیفۃ وامام (الی ان قال) وترکوا اہم الاشیاء (اجماع تواتر ثابت ہی (الی ان قال) اور صحابہ نی اہم شی یعنی دفن) وھو دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الی ان قال) الثانی من الوجہین (رسول اللہ صلعم کو چھوڑ دیا (الی ان قال) دوسری وجہ یہ ہی کہ امام کی تقرر) ان فیہ ای فی نصب الامام دفع ضرر مظنون وانہ ای دفع الضرر المظنون واجب الخ (مین ضرر جسکا اندیشہ ہی دفع ہو جاتا ہے اور جس ضرر کا اندیشہ ہو

شرح مقاصد مین ہے نصب الامام بعد انقراض زمن النبوۃ واجب علینا سمعاً (الی ان قال) لنا علی الوجوب وجوہ الاول وھو العمدۃ اجماع الصحابۃ حتی جعلوا ذالک اھم الواجبات واشتغلوا بہ عن دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زمانۂ نبوت ختم ہوجانے کے بعد امام کا مقرر کرنا ہم پر سمعاً واجب ہے (الی ان قال) ہمارے پاس وجوب کی چند دلیلین ہین اول جو کہ عمدہ دلیل ہے صحابہ کا اجماع ہے کہ انھون نے اسے اہم واجبات سے قرار دیا اور رسول اللہ صلعم کے دفن کو چھوڑکر اس مین مشغول ہوگئے

بالجملہ زمانۂ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم سے برابر اجماع و تعامل اہل حق اسپر دال و شاہد عدل ہے۔ یہ امر بھی ارباب بصیرت پر مخفی نہین کہ خلافت کے لیے شرائط مخصوصہ ہین جنمین بلحاظ اہمیت تقدم و تاخر ہی پھر سب سے زیادہ تسلیم امت ہے۔ ہرچند کہ یہ امر مختلف فیہ ہی کہ تسلیم اکثر ہو یا صرف ارباب حل و عقد کی تسلیم پھر امور خلافت مین سے صرف بعض اتفاق کرین یا کل۔ یا صرف ایک شخص کی تسلیم کافی ہو الی غیر ذالک۔ بالجملہ اس قدر مشترک مین اہل سنت کا اتفاق ہے کہ صرف شرائط کا وجدان موجب خلافت نہین بلکہ تسلیم امر اول ہی۔ قرشیت بھی ایک شرط اجماعی ہی لیکن اگر غلبہ کسی قرشی کو نہ ہو (یعنی کوئی قریشی ذی اقتدار نہو) اور امت کسی غیر قرشی کو بضرورت مجبوری خلیفہ تسلیم کرلے تو یقیناً وہ خلیفہ ہوجائیگا۔ شرح مقاصد مین ہے واما اذا لم یوجد من یصلح ذالک ولم یقتدر علی نصبہ لاستیلاء اھل الباطل وشوکۃ الظلمۃ وارباب الضلال فلا کلام فی جواز تقلید القضاء وتنفیذ الاحکام واقامۃ الحدود وجمیع ما یتعلق بالامام من کل ذی شوکۃ (اور جب کوئی قرشی ایسا نہ پایا جائے جو اسکی صلاحیت رکھتا ہو یا گمراہون اور ظالمون اور اہل باطل کے غلبہ کی وجہ سے اُسکے مقرر کرنے پر قدرت نہو تو ہر صاحب اقتدار سے تقلید قضا اور تنفیذ احکام اور اقامت حدود اور تمام اُن امور کے جواز مین جو امام سے تعلق رکھتے ہین کوئی شک نہین ہی) نیز ارباب حل و عقد امور خلافت سے باجبر کسی غیر قرشی کو اس وجہ سے خلیفہ بنا سکتے ہین کہ وہ دیگر شرائط کا جو خلافت کے لیے ضروری ہین جامع ہے اور کوئی قرشی شرائط ضروریہ کا جامع نہین فان لم یوجد من قریش من یجمع الصفات المعتبرۃ ولی کنانی فان لم یوجد فرجل من ولد اسمعیل فان لم یوجد فرجل من العجم (پس اگر قریش سے کوئی ایسا نہو جو صفات معتبرہ کا جامع ہو تو کنانی اور اگر وہ بھی نہو تو اولاد اسمعیل مین سے کوئی اور اگر وہ بھی نہو تو عجمی شخص خلیفہ بنایا جائیگا) بالجملہ اگر امت بوجوہ مذکورہ غیر قرشی کو خلیفہ مان لیگی تو وہ یقیناً خلیفہ ہوجائیگا جیسا کہ دراز عرصہ کا تعامل ہے۔ علامۂ زین الدین قاسم حنفی شارح مسائرہ باوجود اسکے کہ قرشیت کو قید لازمی بتاتے ہین پھر بھی خلافت اتراک کو صحیح مانتے ہین اور دولت عباسیہ کے بعد

دولت اتراک کے قائل ہیں اس بحث میں سب سے بڑھکر روشن برہان حضرت سیدنا فاروق اعظم کا قول ہے "باوجود اعاظم وبعد شیخین افضل تر قریش کی موجودگی کے جو ہر طرح جامع الاشراط تھے حضرت سالم مولی حذیفہ کی خلافت کی تجویز فرمانا فی مسند احمد عن ابی رافع لو ادرکنی احد رجلین ثم جعلت ہذا الامر الیہ لوثقت بہ سالم مولی حذیفۃ وابو عبیدۃ بن جراح (مسند امام احمد میں ابو رافع سے مروی ہے کہ اگر سالم مولی حذیفہ یا عبیدہ بن جراح میں سے میں کسی کو پاتا اور امر خلافت انکے سپرد کرتا تو میں ان پر اعتماد رکھتا) غرضکہ غیر قریشی کی خلافت منعقد ہو سکتی ہے اگر امت تسلیم کر لے پھر بیشک اس سے خلاف اسکے ملک میں فتنہ برپا کرنا حرام اسکی طاعت لازمی کوئی قریشی صرف اس وجہ سے کہ وہ قریشی ہے ہرگز مستحق خلافت نہیں خلیفہ پر خروج بہر حالت حرام خاصکر جبکہ اسمیں فتنہ وفساد ہو کفار سے دوستی حرام بالخصوص مسلمان کو نقصان پہنچانے کے لیے پھر خاصکر خلیفۃ المسلمین کے مقابلہ کے واسطے سب سے بڑھکر جبکہ اس فتنے سے تسلط کفار کا بلاد اسلامیہ پر خوف ہو بالخصوص اماکن مقدسہ طیبہ طاہرہ زادہا اللہ تشریفا وتعظیما پر (نعوذ باللہ من ذلک) بیشک ایسے باغی کا دفع خلیفہ پر لازم اور جن ممالک پر خلیفہ کا قبضہ پہلے تھا انپر پھر قبضہ ضروری خاصکر حرمین محترمین و اماکن مقدسہ پر اگر خلیفہ عاجز ہے تو تمام مسلمانوں پر بشرط قدرت حتی الوسع اسکی مدد ضروری ایسے باغی کی اعانت حرام یہ باغی اگر مصالحت سے باز آئے بہتر ورنہ قتال کیا جائے تا آنکہ کفار قتل ہوں اور خلافت مستحکم ہو کما ہو مصرح فی کتب الفقہ والکلام خلیفہ کا ولیعہد بھی بعد خلیفہ جابر خلیفہ ہوتا ہے اسکی اطاعت بھی یوں ہی ضروری ہے جیسے خلیفہ کی انعقاد خلافت کی وجوہ عدیدہ میں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ خلیفہ ولیعہد کرے رد المحتار میں مسائرہ سے منقول ہے وثبت عقد الخلافۃ اما باستخلاف الخلیفۃ ایاہ (اور عقد خلافت یا تو خلیفہ کے کسی کو اپنا قائم مقام کر دینے سے ثابت ہوتا ہے) جسکی ابتدا زمانہ صدیقی سے سمجھنا چاہیے واللہ اعلم وعلمہ اتم

(نمبر ۲ و ۳) کے جوابات سے ہمیں بالکل اتفاق ہے اور تمام کتب میں بالتصریح اسکے متعلق عبارات موجود ہیں واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد خواجہ غلام نظام الدین قادری حنفی بدایونی ومولوی عالم عفا اللہ عنہ وعن سلفہ -

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب فقیر محمد عبد القدیر القادری بدایونی خادم مدرسہ قادریہ علیہ عالیہ بدایوں مورخہ [illegible]

الجواب صحیح والمجیب نجیح حررہ المعتصم بذیل النبی الامجد عبد الرسول محب احمد عفا اللہ عنہ -

ذلک کذلک انا مصدق لذلک [illegible] القادری عفا اللہ عنہ مہر الجواب صواب محمد حافظ بخش عفی عنہ مہر

الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب احمد الدین عفا اللہ عنہ خادم الطلبہ فی مدرسۃ شمس العلوم بدایوں مہر

الجواب صحیح والمجیب مصیب محمد قدیر بخش حنفی عفا اللہ عنہ [مہر] من اجاب اصاب ابو المنظور محمد عبد الماجد قادری
للہ در المجیب المصیب محمد فضل احمد قادری حنفی - الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب محمد حبیب الرحمن قادری حنفی عفی عنہ
نحمدہ و نصلی للہ المستعان وعلیہ التکلان - علامہ مجیب محمد ایوب صاحب لکھنوی نے مذکورہ بالا جوابات میں شریعت
محمدیہ کے اصولی دلائل کا حوالہ دیکر کتب عقائد و فقہ کی نقل عبارات کے ساتھ جو کچھ بیان کیا ہے بالکل ٹھیک ہے اس پر
کچھ اور زائد لکھنا ضرورت سے زائد ہے لیکن بطور وضاحت یہ ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ واجب الاطاعۃ وہی
خلیفۃ المسلمین ہوتا ہے جو شرعی طریقہ متواترہ فی الدین سے خلافت کا مستحق ہوا ہو (۱) یعنی امت محمدیہ کی
طرف سے اجماعاً خلیفہ مانا گیا ہو (۲) یا خلیفۂ وقت نے خود نامزد کر کے خاص مسلمانوں کی جماعت ارباب شوریٰ کے
سپرد کر دیا ہو جسمیں غیر مسلم قوم کا دخل نہو - اپنے بیٹے وغیرہ کو ولیعہد قرار دینا اس دوسری صورت میں داخل ہے
واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ العبد الاثیم ابو الفیض عبد الرحیم بقلم خود ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ [مہر]
ہو المصوب (جواب سوال نمبر ۱) الف مسئلہ وجوب نصب امام اہل سنت و الجماعت کا متفقہ مسئلہ ہے اسمیں
غالباً کسی کو اختلاف نہیں ہے ب امام کا قریشی النسل ہونا بھی اگرچہ بقول قاضی عیاض امت کا متفقہ بلکہ اجماعی
مسئلہ ہے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں وقال عیاض اشتراط کون الامام
قرشیا مذھب العلماء کافۃ وقد عدوھا فی مسائل الاجماع انتہی ومثلہ فی المنہاج للنووی (قاضی عیاض
کا قول ہے کہ امام کے لیے قریشی ہونیکی شرط لگانا تمام علماء کا مذہب ہے اور علماء نے اسکو مسائل اجماعیہ میں شمار کیا ہے
انتہی اور ایسا ہی نووی کی منہاج میں بھی ہے) لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ اجماع قاضی صاحب کے
قلم کے زور میں نکل گیا ہے البتہ اکثر علماء کا قول ضرور ہے دیکھو اسلام کے خلیفۂ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کے نزدیک امامت کے لیے قریشی النسل ہونا کچھ ضرور نہیں چنانچہ مسند احمد میں آپ سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ نے
ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ اگر میری وفات تک معاذ بن جبل باحیات رہے تو میں معاذ کو اپنا خلیفہ بناؤں گا -
(فتح الباری جلد ۱۳) معاذ بن جبل انصاری ہیں قبیلۂ قریش سے نسبی کوئی تعلق نہیں رکھتے اگر امام کا قریشی النسل
ہونا ضروری ہوتا تو فاروق اعظم معاذ کے متعلق ایسا خیال کیونکر قائم کر سکتے تھے علمائے امت اگرچہ ایک زمانہ تک
اسی خیال پر قائم رہے لیکن بالآخر خلافت عباسیہ کا جب زوال شروع ہوا اور عجمی النسل سلاطین نے عباسیوں پر تسلط
واقتدار حاصل کیا تو انہیں سے محققین کی ایک جماعت نے اپنے قدیم خیال سے رجوع کیا چنانچہ علامہ عبد الرحمن بن
خلدون کتاب العبر میں رقمطراز ہیں لما ضعف امر قریش وتلاشت عصبیتھم بما نالھم من الشرف والنعیم وبما انفقھم

الدولۃ فی سائر اقطار الارض عجزوا بذلک عن حمل الخلافۃ و تغلبت علیھم الاعاجم و صار الحل والعقد لھم فاشتبہ ذلک علی کثیر من المحققین حتی ذھبوا الی نفی اشتراط القرشیۃ انتہی "قریش بوجہ اسکے کہ انکو عیش و آرام حاصل ہوگیا (اور وہ اسمین پڑ گئے) اور حکومت و دولت نے انکو روے زمین پر منتشر کردیا جب کمزور ہوگئے اور اُن کی عصبیت جاتی رہی - وہ امور خلافت کو نہ انجام دے سکے اور اُس کا بار نہ برداشت کرسکے اور عجمی اُن پر غلبہ حاصل کرکے اہل حل وعقد ہوگئے پس بہت سے محققین کی نظروں مین یہ امر کھٹکنے لگا یہانتک کہ وہ شرط قرشیت کے منکر ہوگئے" اسکے بعد لکھتے ہین -

ومن القائلین بنفی اشتراط القرشیۃ القاضی ابوبکر الباقلانی انتہی (اور منکرین شرط قرشیت مین سے قاضی ابوبکر باقلانی بھی ہین) جن حضرات نے کتب طبقات وتراجم کا مطالعہ کیا ہی اُنکو معلوم ہی کہ قاضی ابوبکر باقلانی علماے اسلام مین کس رتبے کے آدمی ہین مورخ الاسلام امام ذہبی کتاب العلو مین لکھتے ہین لیس فی المتکلمین الاشعریۃ افضل منہ مطلقا انتہی (متکلمین اشعریہ مین اُنسے افضل کوئی نہین ہی) متاخرین مین علامہ قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انھین حضرات کی ہمزبانی کی ہی چنانچہ وبل الغمام مین اس بحث کو تفصیل سے لکھا ہی - تحریر بالا سے تو یہ معلوم ہوگیا کہ محققین کی ایک جماعت کے نزدیک امام کا قرشی النسل ہونا ضروری نہین ہی لیکن ہم جمہور کی متابعت مین امامت کو مشروط بقرشیت گردانتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ غیر قرشی کو خلیفۃ المسلمین نہ بنانا چاہیے لیکن اگر غیر قرشی کسی طرح سے امت اسلامیہ پر تسلط پاجاے تو اُسکے احکام واجب العمل ہونگے اور اُسکی اطاعت فیما یوافق الشرع ضروری سمجھی جائیگی اور اُسکو خلیفۃ المسلمین تسلیم کرلیا جائیگا اور اُسکو ہم انھین جیسا خلیفۃ المسلمین سمجھینگے جیسے خلفاے ماضیہ مین بعض ایسے بھی گذرے ہین کہ جن مین خلافت کے تمام وکمال شرائط موجود نتھے مگر جب اُنھون نے امت پر تسلط پالیا تو پھر اُنکی خلافت تسلیم کرلی گئی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفا مین ارقام فرماتے ہین

و غیر مستجمع شروط را اگر خلیفہ سازند ساعیان خلافت او عاصی گردند لیکن اگر تسلط یابد حکم او فیما یوافق الشرع نافذ باشد برای ضرورت کہ برداشتن او از مسند خلافت اختلاف امت پیدا کند و حرج مرج پدید آرد -

غیر مستجمع الشروط اگر خلیفہ بنایا جائے تو اُسکی خلافت کی کوشش کرنیوالے گنہگار ہونگے لیکن اگر تسلط پاجاے تو اُسکا حکم جو شرع کی موافق ہو ضرورۃً نافذ ہوگا کیونکہ اُسکو مسند خلافت سے اُٹھا دینا امت مین اختلاف پیدا کریگا اور گڑبڑ ہوگا

حضرت شاہ صاحب نے اسکے بعد انعقاد خلافت کے طرق بیان فرمائی ہین طریق چہارم غیر مستجمع الشروط کے بیان مین لکھتے ہین

انعقاد خلافت عبد الملک بن مروان و اول خلفای بنی عباس بہمین نوع بود (اور عبد الملک بن مروان اور

اول خلفائے بنی عباس مین سے پہلی خلیفہ کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے ہوا تہا۔ اگر غیر قرشی خلیفہ تسلیم کر لیا جائے تو
اُسکی اطاعت واجب ہے اور بغاوت اُس سے حرام ہے عام اس سے کہ باغی قرشی ہو یا غیر قرشی حضرت شاہ صاحب لکھتے ہین
وحرام ست خروج بر سلطان بعد از آنکہ مسلمین وی مجتمع شدند (کسی خلیفہ کی خلافت پر مسلمانونکی اتفاق کے بعد خروج
مگر آنکہ کفر بواح از وے دیدہ شود اگرچہ آن سلطان مستجمع شروط نہ باشد حرام ہے مگر جبکہ اُس سے کوئی کھلا ہوا کفر ظاہر ہوا اگرچہ وہ
سلطان مستجمع الشروط نہ بہی ہو) ۵ جو شخص خلیفۂ وقت سے بغاوت کرے تو اُسکی تائید حرام ہے ارشاد الٰہی ہے
ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (گناہ اور سرکشی پر مدد نہ کرو) ۶ جب کوئی گروہ امام وقت سے بغاوت کرے
تو مستحب ہے کہ پہلے باغیونکو ہدایت کیجائے کہ وہ اپنی حرکت سے باز آئین اگر باز آجائین فہو المراد ورنہ جائز ہے کہ اُنسے
مقابلہ کیا جائے درمختار مین ہے اذا خرج جماعۃ مسلمون (اگر مسلمانونکی کوئی جماعت خلیفہ یا خلیفہ کے ایسے نائب سے
عن طاعتہ او طاعۃ نائبہ الذی الناس بہ فی بغاوت کرے جسکی وجہ سے لوگ امن و امان سے ہین اور شہر پر غالب
امان و غلبوا علی بلد دعاھم الیہ وکشف شبہتھم ہوجائے تو خلیفہ اُسکو اپنی طرف بلائے اور اُسکے شبہہ کو دفع کرے
استحبابا فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالھم (استحبابًا) پہر بہی اگر وہ اپنی سرکشی پر قائم ہے تو ہمکو پہل کرکے
بدءا حتی تفرق جمعھم انتھی ومثلہ فی عامۃ کتب الفقہ اُس سے لڑنا حلال ہے یہانتک کہ اُسکا شیرازہ بکہر جائے انتہی اور ایسا ہی عام
حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ مین لکہتے ہین ان الخلیفۃ خلیفہ کی خلافت منعقد ہوجانیکے بعد جو کوئی اُس کے
اذا انعقدت خلافتہ ثم خرج آخر ینازعہ حل قتلہ انتھی مقابلے کے لیے نکلے اُس کو قتل کرنا حلال ہے۔

قاضی شوکانی وبل الغمام مین لکہتے ہین واما حل
بغی علی امام من ایمۃ المسلمین بعد اجتماع کلمتھم علیہ
ودخولھم تحت طاعتہ سواء کانوا قلیلا او کثیرا
فھذا تجب مقاتلتہ بنص القران الکریم فان بغت احدھما
علی الاخری فقاتلوا التی تبغی ولا یخرجہ عن کونہ
باغیا زعمہ بانہ امام او انہ اصلح او افضل ولا متابعۃ
ثلۃ من المسلمین لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد امر
بضرب عنق من جاء وامر الناس مجتمع ویرید تفریق
کلمتھم کما ثبت ذلک فی الصحیح۔ انتھی

لیکن ائمہ مسلمین سے جس کسی کی امامت پر مسلمان متفق
ہوکر مطیع ہوجائین عام اس سے کہ فرمان بردار تہوڑے
ہون یا بہت اور اُس سے کوئی بغاوت کرے تو بنص قرآنی فان
بغت احدٰھما الخ اُس باغی سے مقابلہ کرنا واجب
ہوگا۔ اور الزام بغاوت سے نہ تو اُسکا یہ خیال بری کرسکتا ہے
کہ وہ اپنی زمانہ کا امام ہے یا وہ بہترین و مستعد ترین انسان ہے اور نہ
مسلمانونکے کسی گروہ کی اُسکی متابعت کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُس شخص کی گردن اُڑا دینے کا حکم دیا ہے جو اجماع کی بعد
تفرق کے لیے آئے جیسا کہ صحیح مین ثابت ہے انتہی

ز۔ بفحوای آیۂ کریمہ فاصلحوا بینہما (یس دونونکے درمیان صلح کرادو) ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اگر وہ استطاعت
رکھتا ہو تو باغی کو مطیع بنانے کی کوشش کرے ح۔ ولیعہد کی اطاعت بعد وفات خلیفہ اسی طرح سے واجب ہے
جسطرح خلیفہ کی واجب تھی اس وجہ سے کہ محض خلیفہ کی ولایت عہد سے بعد وفات خلیفہ بلا استرضائی قوم اسکی
خلافت ثابت ہوجاتی ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں ثم الامامة تثبت عند اہل السنة والجماعة
اما باختیار اہل الحل والعقد من العلماء واصحاب العدل والرای کما ثبت امامة ابی بکر واما بتنصیص
الامام وتعیینہ کما ثبت امامة عمر باستخلاف ابی بکر ایاہ انتہی (پھر امامت اہل سنت وجماعت کے نزدیک
یا تو اہل حل وعقد علما اور اصحاب عدل ورائے کے اختیار کر لینے سے ثابت ہوجاتی ہے جیسے ابوبکرؓ کی امامت
ثابت ہوئی یا خود امام کے کسی کو خلیفہ نامزد کردینے سے جیسے عمرؓ کی امامت ابوبکرؓ کے انکو خلیفہ کردینے سے ثابت ہوئی انتہی)
حجة اللہ البالغہ میں ہے وینعقد الخلافة بوجوہ ببیعة اہل (اور خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے اہل حل وعقد علما
الحل والعقد من العلماء والرؤساء وامراء الاجناد ممن اور رؤسا اور امرائے لشکر جو صاحب رائے اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہوں
یکون لہ رای ونصیحة للمسلمین کما انعقدت خلافة ابی بکر ویا بیعت کرلیں جیسے ابوبکرؓ کی خلافت منعقد ہوئی یا یوں کہ خلیفہ
یوصی الخلیفة الناس کما انعقدت خلافة عمر رضی اللہ عنہ انتہی کسیکو خلیفہ بنانیکی لوگونکو وصیت کردے جیسے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی خلافت منعقد ہوئی انتہی) ط۔ حرمین کو خلیفہ اپنے تسلط اور قبضہ میں لائے اور اسکو تمام تدبیرین
اختیار کرنی چاہئیں جس سے باغی کی شوکت کا استیصال ہو۔ ی۔ خلیفہ کا حرمین پر قابض نہ رہنا مخل خلافت
نہیں ہے کیونکہ یہ امر خلافت کے لیے لازم نہیں قرار دیا گیا ہے۔ ک۔ خلیفہ پر لازم ہے کہ اگر حرمین پر کسی طرح سے استیلائے
غیر مسلم مظنون ہو تو وہ حرمین کی تحفظ کی پوری کوشش کرے کیونکہ حضور نبی کریم علیہ التحیة والتسلیم کی آخری وصیت ہے
اخرجوا المشرکین من جزیرة العرب رواہ البخاری ومسلم (مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکالدو اسکو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد
وابوداؤد وفی روایة لاخرجن الیہود والنصاری نے روایت کیا ہے اور دوسری روایت میں ہے میں یہود
من جزیرة العرب فلا اترک فیہا الا مسلما اخرجہ مسلم ونصاری کو جزیرۂ عرب سے ضرور نکالدونگا اور اسمین مسلم کے سوا کسیکو
والترمذی والنسائی وابوداؤد وفی روایة لاتکون نہ رہنے دونگا اسکو مسلم ترمذی نسائی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے
قبلتان فی بلد واحد اخرجہ ابوداؤد والترمذی اور ایک روایت میں ہے کہ دو قبلہ ایک شہر میں نہونگی اسکو
ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے) ل۔ اس امر میں اگر خلیفۂ وقت محتاج اعانت وامداد ہو تو ہر مسلمان پر واجب
ہے کہ خلیفہ کی اعانت کرے ہدایہ میں ہے اما اعانة الامام الحق فمن الواجب عند الغناء والقدرة انتہی لیکن

امام حق کی مدد کرنا پس استطاعت اور قدرت کے ساتھ واجبات سے ہے انتہی۔ حجۃ اللہ البالغہ مین ہے ان الخلیفۃ اذا انعقدت خلافتہ ثم خرج آخر ینازعہ حل قتلہ ووجب علی المسلمین نصر الخلیفۃ علیہ انتہی۔ ومثلہ فی عامۃ کتب القوم (جب خلیفہ کی خلافت منعقد ہو جائے پھر کوئی اسکے مقابلے کو نکلے تو اسکا قتل حلال ہے اور اسکے مقابلے مین مسلمانون کو خلیفہ کی مدد واجب ہے انتہی اور ایسا ہی عام کتب قوم مین ہے)

(جواب سوال دوم) سرزمین عرب مین حرمین شریفین کو خداوند کریم نے جو شرافت بخشی ہے اس سے تو ہر مسلمان واقف ہے حتی کہ خود مسلمانون کی بود و باش کے لیے وہان خاص خاص آداب و احکام ہین تمام جزیرۂ عرب کے لیے بھی ایک خصوصیت مذہبی دیگئی ہے وہ یہ ہے کہ اس جزیرہ پر کوئی غیر مسلم سکونت نہین اختیار کرسکتا ہے حدیث اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب وغیرہا (مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو) وغیرہ اسپر دال ہین جزیرۃ العرب کی تعیین اور تحدید مین علماء اسلام کی تحقیقات نہایت مختلف ہین امام بخاری نے یعقوب بن محمد سے روایت کی ہے کہ انھون نے مغیرہ بن عبد الرحمن سے اس جزیرہ کی تعیین دریافت کی انھون نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب سے مکہ مدینہ یمامہ اور یمن مراد ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین اور بھی بہت سے اقوال نقل کیے ہین چنانچہ امام مالک سے بھی اسکی تعیین مغیرہ بن عبد الرحمن کی تفسیر کے مطابق نقل کی ہے اسکے بعد لکھتے ہین۔

وقال الزبیر ابن بکار فی اخبار المدینۃ اخبرنی مالک عن ابن شہاب قال جزیرۃ العرب المدینۃ قال الزبیر قال غیرہ جزیرۃ العرب ما بین العذیب الی حضرموت قال الزبیر وھذا اشبہ وحضرموت آخر الیمن وقال الخلیل بن احمد سمیت جزیرۃ العرب لان بحر فارس وبحر الحبشۃ والفرات ودجلۃ احاطت بہا وہی ارض العرب ومعدنہا وقال الاصمعی ہی ما لم یبلغہ ملک فارس من اقصی عدن الی اطراف الشام وقال ابو عبیدۃ من اقصی عدن الی ریف العراق طولا ومن جدۃ وما والاہا من الساحل الی اطراف الشام عرضا انتہی وفیہ ایضا وقال الاصمعی

زبیر بن بکار اخبار المدینہ مین لکھتے ہین کہ امام مالک کی یہ روایت مجھ سے بیان کیگئی کہ ابن شہاب نے فرمایا کہ جزیرۂ عرب مدینہ ہے اور دوسرون نے کہا کہ جزیرۂ عرب عذیب سے لیکر حضرموت تک ہے یہ لکھ کر زبیر نے لکھا ہے اور یہ اشبہ ہے اور حضرموت آخر یمن ہے اور خلیل بن احمد کہتے ہین کہ اسکا نام جزیرہ اسلیے رکھا گیا کہ بحر فارس اور بحر حبشہ اور فرات اور دجلہ اسکو گھیرے ہوئے ہین اور یہی ارض عرب اور اسکا معدن ہے اور اصمعی کہتے ہین کہ وہ ملک فارس سے ادھر اقصای عدن سے لیکر اطراف شام تک ہے اور ابو عبیدہ کہتے ہین کہ طول مین اقصای عدن سے لیکر ریف العراق تک اور عرض مین جدہ اور اسکے متصل ساحل سے لیکر اطراف شام تک ہے انتہی اور اسی کتاب مین یہ بھی ہے کہ اصمعی کہتے ہین کہ

جزيرة العرب ما بين اقصى عدن ابين الى ريف العراق
طولا ومن جدة وما والاها الى اطراف الشام عرضا
وسميت جزيرة العرب لاحاطة البحار بها يعني
بحر الهند وبحر القلزم وبحر فارس وبحر الحبشة و
اضيفت الى العرب لانها بايديهم قبل الاسلام
وبها اوطانهم لكن الذي يمنع المشركون من سكنا
منها الحجاز خاصة وهو مكة والمدينة واليمامة و
ما والاها لا فيما سوى ذالك مما يطلق عليه اسم الجزيرة
لاتفاق الجميع على ان اليمن لا يمنعون منها مع انها
من جملة جزيرة العرب هذا مذهب الجمهور انتهى ما
في الفتح وقال النووي في المنهاج في شرح هذا الحديث
بعد سرد الاقوال في حد الجزيرة واخذ بهذا الحديث
مالك والشافعي وغيرهما من العلماء فاوجبوا اخراج
الكفار من جزيرة العرب وقالوا لا يجوز تمكينهم من سكناها
ولكن الشافعي خص هذا الحكم ببعض جزيرة العرب وهو
الحجاز وهو عنده مكة والمدينة واليمامة واعمالها
دون اليمن وغيره مما هو من جزيرة العرب بدليل اخر
مشهور في كتبه انتهى وفي الموطا للامام محمد بن حسن قال
محمد ان مكة والمدينة وما حولهما من جزيرة العرب وقد
بلغنا عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا يبقى دينان في
جزيرة العرب فاخرج عمر رضي الله عنه من لم يكن
مسلما من جزيرة العرب بهذا الحديث انتهى

جزیرہ عرب طول مین اقصای عدن ابین سے لیکر ریف العراق
تک اور عرض مین جدہ اور اُسکے متصل مقامون سے لیکر
اطراف شام تک ہے اور اسکو جزیرہ اسلیے کہتے ہین کہ
اسکو سمندر یعنی بحر ہند بحر قلزم بحر فارس بحر حبشہ گھیرے ہوے
ہین اور عرب کی طرف اسلیے اضافت کی گئی کہ اسلام سے پہلے
اُنکے قبضے مین تھا اور اسمین اُنکے وطن تھے مگر جس حصہ مین
مشرکین سکونت نہین کر سکتے وہ فقط حجاز ہے اور حجاز
مکہ مدینہ یمامہ اور انکے متصل مقامات کا نام ہے نہ کہ حجاز کے علاوہ
وہ مقامات جنپر جزیرہ کا اطلاق کیا جاتا ہے کیونکہ اس پر
سب کا اتفاق ہے کہ یمن کی سکونت سے مشرکین روکے جائینگے
حالانکہ یمن جزیرہ عرب مین ہے یہی جمہور کا مذہب ہے انتہی ما فی
الفتح اور نووی منہاج مین اس حدیث کی شرح مین جزیرہ عرب کے بارہ مین
تمام اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہین کہ اس حدیث سے مالک اور شافعی اور انکے
علاوہ دیگر علما استدلال کرتے ہین کہ کفار کو جزیرہ عرب سے نکالنا واجب ہے
اور کہتے ہین کہ وہ سکونت کے طریقے سے وہان نہین رہ سکتے لیکن امام شافعی
اس حکم کو ایک دوسری دلیل سے جو انکی کتب مین مشہور ہے جزیرہ کے ایک خاص
حصہ عرب حجاز کے ساتھ خاص کرتے ہین اور انکے نزدیک حجاز سے مراد مکہ
مدینہ یمامہ اور انکے مضافات ہین نہ یمن وغیرہ جو جزیرہ عرب مین داخل
ہین انتہی اور موطا امام محمد مین ہے کہ امام محمد کہتے ہین کہ مکہ اور مدینہ اور
اُنکے گرد کے مقامات جزیرہ عرب مین سے ہین اور ہم تک نبی صلعم کا یہ ارشاد
پہونچا ہے کہ دو دین جزیرہ عرب مین نہ باقی رہینگے اسی حدیث کی بنا پر
عمر رضی اللہ عنہ نے غیر مسلمون کو جزیرہ عرب سے نکال باہر کیا انتہی

(جواب سوال سوم) اگر ملک ایسا ہے جسمین غیر مسلم حملہ آور ہون اور وہانکے لوگ اُنکے دفاع پر قادر نہون تو اس ملک کے

متصل جو اہل اسلام سکونت پذیر ہوں اُنپر دفاع واجب ہوجاتا ہے اور وہ بھی اُسمیں قصور کریں تو درجہ بدرجہ

شرقاً وغرباً کافہ اہل اسلام پر دفاع واجب ہوجاتا ہے والتفصیل فی الذخیرۃ نقلہ عنہ فی الکفایۃ شرح الہدایۃ

ومثلہ فی الہندیۃ واللہ اعلم کتبہ العبد المسکین محمد انیس عفا اللہ عنہ نگرامی ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۷ھ (مہر)

المجیب مصیب حررہ العاصی محمد محفوظ الرحمن النگرامی - الجواب امت محمدیہ پر نصب امام اہم واجبات سے ہے

قال فی الدر المختار - ہی صغری وکبری فالکبری درمختار میں ہے امامت دو طور کی ہے صغری اور کبری امامت

استحقاق تصرف عام علی الانام وتحقیقہ فی علم الکلام کبری لوگوں پر عام تصرف کے استحقاق کا نام ہے اسکی پوری

ونصبہ اہم الواجبات فلذا قدموہ علی دفن بحث علم کلام میں ہے اور امام کا مقرر کرنا اہم واجبات سے ہے اسلیے کہ

صاحب المعجزات صلی اللہ علیہ وسلم وفی عقائد النسفیۃ اسکو دفن صاحب معجزات پر صحابہ نے مقدم کیا اور عقائد نسفیہ میں ہے

والمسلمون لابد لہم من امام یقوم بتنفیذ احکامہم واقامۃ کہ لوگوں کیلیے ایک امام کا ہونا ضروری ہے جو تنفیذ احکام اور اقامت حدود کرے

حدودہم الخ

امام یعنی خلیفۃ المسلمین وامیر المومنین کو قرشی ہونا لازم ہے - بنی ہاشم واولاد علی ہونا ضرور نہیں اور اسکے

علاوہ اس امام کو مسلمان - آزاد - مرد - عاقل - بالغ - قادر علی تنفیذ احکام الشرعیہ ہونا ضرور ہے -

قال فی العقائد النسفیۃ ویکون من قریش ولا یجوز من عقائد نسفیہ میں ہے کہ امام قریش سے ہو غیر قریش سے امام بنانا نہیں

غیرہم ولا یختص ببنی ہاشم واولاد علی ویشترط ان یکون جائز ہے اور بنی ہاشم اور اولاد علی کے ساتھ خاص نہیں ہے اور امام کیلیے

من اہل الولایۃ المطلقۃ الکاملۃ ای مسلماً حراً ذکراً عاقلاً بالغاً انتہی شرط ہے کہ ولایت مطلقہ کاملہ کا اہل ہو یعنی مسلمان ہو آزاد ہو مرد ہو عاقل ہو بالغ ہو

وہکذا فی شرح المقاصد ودر المختار وغیرہما عن انتہی ملخصاً اور ایسا ہی شرح مقاصد اور درمختار وغیرہما میں ہے

معاویۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ حضرت معاویہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ہذا الامر فی قریش علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ امر خلافت قریش ہی میں ہے

لا یعادیہم احد الا کبہ اللہ تعالی علی وجہہ کوئی نہیں انکی دشمنی کریگا مگر اللہ تعالی اسکو منہ کے بل جہنم میں ڈالیگا

ما اقاموا الدین رواہ البخاری فی کتاب الاحکام جبتک یہ قریشی اقامت دین کرینگے اسکو بخاری نے کتاب الاحکام میں بیان کیا ہے

قال فی عمدۃ القاری شرح البخاری ما اقاموا الدین عمدۃ القاری میں ما اقاموا الدین کی شرح میں لکھا ہے کہ جس مدت

ای مدۃ اقامتہم امور الدین یحتمل ان تک امرای قریش اقامت دین کرینگے وہ مستحق امامت اور قابل

یکون مفہومہ فاذا لم یقیموہ لا یسمع لہم الخ اطاعت ہیں مفہوم اسکا یہ ہوسکتا ہے کہ جب وہ اقامت دین

نہ کرینگے تو انکی بات نہیں سنی جائیگی ،، پس اگر بوجہ عدم قابلیت وصلاحیت اقامت دین وتنفیذ احکام شرعیہ

قریشی کے غیر قریشی کو بوجہ قابلیت وصلاحیت واقامت دین وتنفیذ احکام شرعیہ کے ایک جماعت کثیرہ
علماء واہل حل وعقد نے خلیفہ مان لیا ہے تو وہ خلیفۃ المسلمین و امیرالمومنین ہوگیا قوم کو اُسکی اطاعت ضروری
و لازم ہی اسکی اطاعت سی نکلنا اور اسکے خلاف کرنا بغاوت ہے۔ امت نے کسی کو خلیفہ مان لیا اگرچہ وہ قریشی
نہو تو وہ خلیفہ ہوسکتا ہے قال فی رد المحتار ویثبت عقد الامامۃ اما باستخلاف الخلیفۃ ایاہ کما
فعل ابو بکر واما ببیعۃ جماعۃ من العلماء او من اھل الرای (رد المحتار مین ہی کہ امامت یا تو خلیفہ کی اسکو
اپنا قائم مقام کردینے سے ثابت ہوتی ہی جیسے ابو بکرؓ نے کیا یا علما یا اہل الرای کی جماعت کے بیعت کرلینے
سے ثابت ہوتی ہے) جب غیر قریشی خلیفۃ المسلمین امیرالمومنین مان لیا گیا تو قریشی کو اب بغاوت ہرگز
جائز نہین بغاوت قریشی وغیر قریشی سب کے لیے ممنوع ہے اور غیر قریشی اگر رضا واذن سی خلیفہ بنا ہو تو وہ
غیر قریشی قریشی ہی کے حکم مین ہے قال فی تیسیر القاری شرح بخاری ونیز ممکن کہ ماذون باشند از قریش
حکم قریش دارند (تیسیر القاری شرح بخاری مین ہی کہ جن لوگون کو قریش نے ماذون کردیا ہو وہ ماذون ہونے کے
بعد قریش ہی کا حکم رکھتے ہین) پس ایسا غیر قریشی جو رضا واذن سے قریشی کے دنیز بیعت سے علما اور
اہل الرای کے خلیفہ مانا گیا ہو تو اب وہ خلافت سی معزول نہین ہوسکتا اور نہ کوئی قریشی اُس کے خلاف علم بغاوت
بلند کرسکتا ہی۔ اگر کرے تو جو سزا باغی کی ہی اُسکا وہ مستحق ہی۔ امام وقت ابتداءً باغی کو چاہے وہ قریشی باغی
ہو یا غیر قریشی بسہولت وآشتی ونرمی سمجھائیگا اور اس جماعت باغیہ کی شبہات کو دفع کریگا اور اعتراضات کا جواب
دیگا اور اگر باوجود جواب معقول و رفع شبہات کی وہ جماعت باغیہ اپنی بغاوت سی باز نہ آئی اور اطاعت امام کی نہ کی
تو ایسی صورت مین خلیفۃ المسلمین باغی سی قتال کریگا قال فی الھدایۃ واذا تغلب قوم من المسلمین علی
بلد وخرجوا من طاعۃ الامام دعاھم الی الجماعۃ وکشف عن شبہتھم لان علیا رضی اللہ عنہ فعل
کذالک باھل حروراء قبل قتالھم (ہدایہ مین ہی کہ جب مسلمانون کا کوئی گروہ کسی شہر پر تغلب کرکے
طاعت امام سے باہر ہوجائے تو امام جماعت کی طرف اُنکو بلائے اور اُنکے شبہات کو دفع کرے کیونکہ علی رضی اللہ عنہ
نے اہل حروراء کے ساتھ قتال کرنے سے پہلے ایسا ہی کیا تھا) اگر استیصال مین باغی کے خلیفۃ المسلمین کو
ضرورت مدد کی ہو تو اُسکے قرب وجوار کے مسلمانونکو مدد کرنی خلیفۃ المسلمین کی لازم ہی۔ اسی طرح اگر قریب کے
مسلمان انکی مدد نہ کرین تو انکے بعد کے مسلمانون پر لازم ہی علی ہذا القیاس درجہ بدرجہ۔ اگر امام وقت فوت
کرجائے اور اُسنے کسی کو ولیعہد قائم کیا ہو تو اُسکا ولیعہد خلیفہ اور امیرالمومنین ہوگا جو خلیفہ کے کہنے سے اُسکی زندگی

مین یا بعد کسکے اہل الرای اُسکو خلیفہ مان لین کما قال فی رد المحتار و یثبت عقد الامامۃ اما
باستخلاف الخلیفۃ ایاہ کما فعل ابو بکر رضی اللہ عنہ (یعنی رد المحتار مین ہی کہ امامت استخلاف خلیفہ سے ثابت ہوجاتی
ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا الخ) اور اگر امام وقت باغی کے استیصال مین کوشان ہی اور
ایک مدت تک اسکا استیصال نہو تو یہ امر مخل خلافت نہین اور اگر بغاوت عمال اور امرای مقامی کی وجہ سے
اور کفار کا اُنکے مددگار ہونے سی مقامات متبرکہ خلیفہ کے قبضے سے نکل جائین تو یہ بھی مخل خلافت نہین مگر خلیفہ
کو اسکے حصول کی کوشش اور استیصال بغاوت اور دفع کرنا استیلای کفار کا لازم ہے۔ اگر خلیفہ کو ضرورت مدد
کی ہو اور طالب مدد ہو تو مسلمانون کو مدد کرنی واجب ہے قال فی السراجیۃ الجہاد فرض کفایۃ اذا لم
یکن النفیر عامًا فاذا اقام بہ البعض یسقط عن الباقین فاذا صار النفیر عامًا فحینئذ یصیر من فروض
الاعیان (سراجیہ مین ہی جہاد فرض کفایہ ہے جب عام نفیر نہو تو بعض کے جہاد کر لینے سے باقی کے ذمے سے
ساقط ہوجائیگا لیکن اگر عام نفیر ہو تو اُس وقت جہاد فرض عینیہ مین سی ہوجاتا ہے یعنی سب پر لازم ہوتا ہے)
ایسا قرشی یا غیر قرشی جو کہ کافرون سے ربط و دوستی پیدا کر کے خلاف مین خلیفۃ المسلمین کے کوشان ہو اور
مقامات متبرکہ بیت اللہ و مدینہ منورہ وغیرہ مین غیر مسلم کے داخل ہونیکا سبب ہو وہ حکم خدائے تعالی کی منکا
نہایت وعید کا مستحق ہی اور ایسے باغی قرشی کی تائید امت کو ہرگز جائز نہین حرام ہی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَتَّخِذُوا الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطَانًا مُّبِیْنًا (
ای مومنو مسلمانون کو چھوڑ کر اور اُنکے مفاد کا لحاظ نہ کر کے کافرونکو اپنا دوست نہ بناؤ کیا تم اپنے اوپر اللہ
کا صریح الزام لینا چاہتے ہو) دوسری جگہ ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَاءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ
اَوْلِیَاءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (ای مسلمانو
اپنے باپ دادا اور بھائیون کو جو ایمان کی مقابل کفر کو پسند کرتی ہین اپنا دوست اور رفیق نہ بناؤ تم مین سے جو انکو رفیق
بنائیگا وہ ظالم ٹھیریگا) ان دونو آیتون سی صاف عیان ہے کہ ایسا قرشی جو غیر مسلم سے دوستی پیدا کر کے سبب
بے حرمتی مقامات متبرکہ کا ہو سخت وعید کا مستحق ہے ایسے باغی کو اور ہر قسم کے باغی کو مطیع و فرمان بردار بنانے
کی کوشش خود خلیفۃ المومنین اور عام مسلمانون کو کرنی لازم ہے اور یہ حکم مذہبی ہے۔

**جواب سوال ۲** سرزمین عرب جسکی حرمت شرعًا لازم ہی وہ دو قسم کی ہی اور اُسکی حدودی الگ الگ ہے
حرمت شرعی سی مراد وہ حرمت جسکا مفہوم یہ ہو کہ وہان شکار و خونریزی وغیرہ نہ کی جائے اور کوئی حاجی اپنے

کے لواسے حج کے واسطے اس جگہ سے نہ گذرے تو وہ خاص مکہ معظمہ اور پورا حرم مکہ و حرم مدینہ مع اطراف و میقات ہے اور مکہ کی چوحدی یہ ہے کہ ایک جانب ذوالحلیفہ دوسری جانب ذات عرق تیسری جانب جحفہ چوتھی جانب قرن پانچوین جانب یلملم کیونکہ مختلف ممالک و دیگر نواح عرب کے لوگون کے لیے یہ مقامات میقات ہین جہان سے احرام باندھکر حج کرنے مین داخل حرم ہوتے ہین اس لیے یہ مقامات بھی متبرکہ مین سے ہین مدینہ منورہ کی چوحدی یہ ہے ایک جانب عیر (ایک پہاڑ ہے) دوسری جانب ثور (ایک پہاڑ ہے) باقی دو جانب کی حدود کا تقرر شارع علیہ السلام سے میری نظر سے نہین گذرا مقدس حدیثین ان اماکن مقدسہ کی تعظیم و احترام کے ثبوت کی صحیح بخاری و مسلم و دیگر کتب مین مذکور ہین۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فتح مكة لا هجرة ولكن جهاد ونية واذا استنفرتم فانفروا وقال يوم فتح مكة ان هذا البلد حرمه الله يوم خلق السموات والارض فهو حرام بحرمة الله الى يوم القيامة وانه لم يحل القتال فيه لاحد قبلي ولم يحل لي الا ساعة من نهار فهو حرام بحرمة الله الى يوم القيامة لا يعضد شوكه ولا ينفر صيده ولا يلتقط لقطته الا من عرفها ولا يختلى خلاها فقال العباس يا رسول الله الا الاذخر فانه لقينهم ولبيوتهم فقال الا الاذخر متفق عليه عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة حرام ما بين عير الى ثور فمن احدث فيها حدثا او اوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل

ابن عباس سے مروی ہے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ اب ہجرت نہین ہے لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تمسے (جہاد کے لیے) کوچ کرنیکو کہا جائے تو تم کوچ کرو اور اسی فتح مکہ کے دن فرمایا کہ اللہ نے جس دن آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اسی دن اس شہر کو حرمت دی پس اللہ کی دی ہوئی حرمت سے وہ صاحب حرمت ہے قیامت تک اور بیشک اسمین قتال کرنا میری قبل کسی کو حلال نہ تھا اور مجھکو بھی حلال نہ تھا مگر دن کی ایک گھڑی مین پس اللہ کی حرمت سے قیامت تک وہ صاحب حرمت ہے تو اسکے کانٹے توڑے جائین اور نہ وہان کے شکار بھگائے جائین (یعنی وہان کے جانورون کا شکار نہ کیا جائے) اور نہ اسکا لقطہ اٹھایا جائے مگر وہ شخص کہ جو اسکو پہچنوائے (یعنی وہی اوسکو اوٹھا سکتا ہے) اور نہ اسکی گھانس وغیرہ اکھاڑی جائے حضرت ابن عباس نے عرض کیا یارسول اللہ سوائے اذخر کے کیونکہ وہ انکی لوہارون اور انکی گھرون کے کام آتی ہے آپنے فرمایا ہان سوائے اذخر کے یہ حدیث متفق علیہ ہے حضرت علی سے مروی ہے کہ حضور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ مدینہ حرام ہے عیر سے لیکر ثور تک پس جو کوئی اسمین نئی بات نکالے یا نئی بات نکالنے والے کو پناہ دے تو اسپر اللہ اور اسکے ملائکہ اور تمام لوگونکی لعنت ہے انکو (عذاب سے بچنے کے لیے نہ توفدیہ

قبول کیا جائیگا اور نہ کوئی کفیل" اور حرمت شرعی کا لزوم اس معنی مین کہ سرزمین عرب کو مشرکین کی وجودسی پاک رہنا لازمی ہی تو اسکی چوحدی کتب احادیث کے شروح وغیرہ مین بتصریح مذکور ہے امام محی الدین ابوذکریا یحیی بن شرف النووی نے حدیث اخراج المشرکین عن جزیرۃ العرب کی شرح مین لکھا ہے۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب حضورؐ کی اس قول کی بارہ مین کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سی نکالو
قال ابو عبیدۃ قال الاصمعی جزیرۃ العرب ما بین ابو عبیدہ کہتے ہین کہ اصمعی کا قول ہی کہ جزیرہ عرب انتہائے
اقصی عدن ابین الی ریف العراق فی الطول و عدن ابین سے لیکر سبزہ زار عراق تک طول مین ہی اور
اما فی العرض فمن جدۃ وما والاھا الی جدہ اور اس کے متصل مقامات سے لیکر اطراف شام تک
اطراف الشام وقال ابو عبیدۃ ھی ما بین حفر عرض مین ہی اور ابو عبیدہ خود کہتے ہین کہ وہ طول مین
ابی موسی الی اقصی الیمن فی الطول واما فی العرض حفر ابی موسی سے لیکر اقصائے یمن تک ہی اور عرض
فما بین رمل یبرین الی منقطع السماوۃ۔ قالوا مین رمل یبرین سے لیکر منقطع سماوہ تک ہی علما کہتے ہین
سمیت جزیرۃ لاحاطۃ البحار بھا من نواحیھا اسکو جزیرہ اس وجہ سے کہتے ہین کہ اسکے اطراف کو سمندر
وانقطاعھا عن المیاہ العظیمۃ واصل الجزر گھیرے ہوے ہے اور اُنسے وہ منقطع ہوا ہی (جزر کے اصلی
فی اللغۃ القطع واضیفت الی العرب لانھا الارض معنی لغت مین قطع کے ہین) اور عرب کی طرف اسکی اضافت
التی کانت بایدیھم قبل الاسلام ودیارھم اسلیے کی گئی ہی کہ یہ جزیرہ اسلام سی پہلے عرب کے قبضہ مین تھا اور
التی ھی اوطانھم واوطان اسلافھم۔ اُنکا دیار تھا جس مین اُنکے اور اُنکے اسلاف کے وطن تھے۔

یعنی اصمعی کا قول بروایت ابو عبیدہ یہ ہی کہ جزیرۃ العرب طول مین انتہائی عدن ابین سی سبزہ زار عراق تک اور عرض مین جدہ اور اُسکے اطراف سے شام تک ہے اور بقول ابو عبیدہ حفر ابو موسیٰ سے انتہائے یمن تک طول مین اور رمل یبرین سی منقطع سماوی تک عرض مین جزیرۃ العرب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت یہ تھی کہ جزیرہ عرب سے مشرکین کو الگ کر دینا اور سوای مسلم کی دوسری کوئی قوم اس جزیرہ مین نہ بسے حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضؓ نے اپنے زمانہ خلافت مین اس وصیت پر پورا عمل کیا اور سارے جزیرہ عرب کو وجودی مشرکین ویہود ونصاری سے پاک کر دیا لہذا جزیرہ عرب مین چوحدی مذکورہ بالا کے اندر عام مشرکین ویہود ونصاری کی بود وباش آمد ورفت حسب فرمان رسول کریم صلعم ممنوع ہونا چاہیے اور جو مسلم کہ سبب بود وباش وآمد ورفت کا کسی مشرک یہود ونصاری کے ان اماکن مقدسہ مین ہوگا یا اس

فعل سے راضی ہوگا تو وہ مطابق روایت ابن ماجہ کے مستحق رسوائی دنیا و عذاب آخرت کی ہوگا مگر یہ کہ توبہ کرے
عن عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی قال قال عیاش بن ربیعہ مخزومی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال ھذہ الامۃ بخیر سلم نے فرمایا ہے کہ یہ امت ہمیشہ بہترائی پر رہیگی جب تک کہ وہ اس
ما عظموا ھذہ الحرمۃ حق تعظیمھا فاذا ضیعوا حرمت کا پورے طریقے سے جیسا کہ حق ہے لحاظ کریگی اور
ذلک ھلکوا۔ جب حرمت نہ برقرار رکھیگی ہلاک ہو جائیگی۔

**جواب سوال ۳** اگر غیر مسلم ممالک اسلامیہ پر حملہ آور ہون اور وہان کے لوگ انکے دفاع کی
قدرت نہ رکھین یا دفاع نہ کرین تو اس ملک سے متصل جو مسلمان رہتے ہین انپر دفاع واجب ہو جاتا
ہے اگر وہ بھی قصور کرین تو اسی طرح درجہ بدرجہ شرقاً و غرباً کافہ اہل اسلام کو دفاع واجب ہوتا ہے جسکی
دلائل پہلے سوال کے جواب مین گذرے۔ یہ دفاعی جنگ بھی جہاد ہے جو فرض کفایہ ہے اور بصورت
اسکے کہ قرب و جوار کے لوگ مجبور رہون دفاع سے یا دفاع نہ کرین اور کفار غالب آجائین تو دنیا کے
مسلمانون پر فرض عین ہو جاتا ہے جیسا کہ سراجیہ کی عبارت پہلے گذری کہ۔ فاذا صار النفیر عاماً
فحینئذ یصیر من فروض الاعیان ۔ پس جب عام نفیر ہوگی تو اس وقت جہاد فرض عینیہ ہی ہو جائیگا۔

المجیب محمد نور الحسن الفلواروی عفا اللہ عنہ المرقوم تاریخ ۱۱ جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ

المجیب مصیب محمد محی الدین مجیبی قادری پھلواروی غفرہ اللہ الباری۔

وانا علیٰ ذٰلک من الشاہدین محمد شعیب قادری مجیبی پھلواروی غفرہ اللہ الباری۔

لقد اصاب من اجاب ولا ریب لاریب فی الجواب محمد موسی الفلواروی الفریدی المجیبی۔

قد اصاب المجیب ادام اللہ مجدہ فیما اجاب انا ابو الفضل العباس غفر اللہ لہ ورحمہ الفلواروی۔

الجواب حق وبالاتباع احق وانا محمد الشہیر بمحی الدین المتخلص بتمنا العمادی المجیبی الفلواروی اوصلہ اللہ الی متمناہ

الجواب صحیح محمد فضل حسین عفا اللہ عنہ پھلواروی۔ جوابات ہر سہ سوالات کا جو مجیب نے کتاب اور سنت
اور فقہ سے بدلائل لکھا ہے اس فقیر کے نزدیک بہت صحیح اور قابل اتباع کی ہے۔ حررہ عبد الوہاب پھلواروی۔

(۱) نصب امامت امت پر واجب ہے جیسا کہ ہمارے کتب عقائد مین بتصریح مذکور ہے۔ اگر کوئی شخص ایک
خلیفہ کے موجود ہوتے دعوای خلافت کرے تو وہ مسلم نہ ہوگا جیسا کہ اکابر صحابہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
زندگی مین امیر معاویہ کو خلیفہ نہین مانا اور تمام علمای امت نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کی زندگی مین عبد الملک کو

خلیفہ نہین تسلیم کیا بلکہ باغی کا خطاب دیا - ایک خلیفہ اپنی زندگی مین اگر دوسرے خلیفہ کو ولیعہد بنا جائے
تو اُسکی اطاعت بھی اُسکے بعد واجب ہوگی کما فعل ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما - باغی کا حرمین پر قابض
ہوجانا مخل خلافت نہین جیسا کہ تیسری صدی مین ارض عرب پر قرامطہ قابض ہوگئے تھے اور خلفائے
بنی عباس کی حکومت کچھ دن کے لیے وہان سے اُٹھ گئی مگر ائمۂ اسلام مین سے کسی نے خلافت بغداد
کا انکار نہ کیا بلکہ اُس باغی کا استیصال ضروری جانا خصوصًا ایسی حالت مین جبکہ دارالاسلام اور حرمین کو
اپنے قبضے مین رکھنا اُس باغی کی استطاعت سے باہر ہو اور بغیر اعانت کفار جس سے ارض حرمین اور
دارالاسلام پر اُنکا مغنے استیلاء متصور ہو وہ کوئی قدرت نہین رکھتا خلیفۂ وقت کی ہر طریقے سے اعانت
مسلمانون پر اُس باغی کے مقابلے مین ضروری ہے اور جاننا بعد جانب ہر ملک کے مسلمانون پر یہ فرض
عائد ہوگا - امام کے لیے قریشی ہونا اُس وقت ضروری تھا جب عرب اور اسلام مین قوت صرف اُن کے
ہاتھ مین تھی اور الایمة من قریش اُسی وقت کہا گیا تھا جبکہ غیر قریش کی اطاعت مین اسلام کو قوت حاصل ہوتی
فقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اطاعت کرو اگرچہ
کان عبدًا حبشیا وقال کما روی البخاری عبد حبشی ہو اور فرمایا ہے جسکو بخاری نے باب السمع والطاعۃ للامام
فی السمع والطاعة للامام ومن یطع الامیر مین روایت کیا ہے کہ جسنے امیر کی اطاعت کی اُسنے میری اطاعت
فقد اطاعنی ومن عصے الامیر فقد عصانی کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُسنے میری نافرمانی کی اور بھی
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استنفرتم فانفروا آپنے فرمایا ہے کہ جب تم سے جہاد کے لیے کوچ کرنیکو کہا جائے تو تم کوچ کرو
(۲) جزیرۃ العرب جس سے غیر مسلمانون کے اخراج کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت مین
امت کو وصیت فرمائی تھی وہ سواحل یمن سے لیکر حدود شام تک اور سواحل حجاز سے لیکر دجلہ و فرات تک ہے
کما صرح بہ الایمة الاعلام نقل الحافظ ابن جیسا کہ ائمۂ اعلام نے اسکی تصریح کی ہے حافظ ابن حجر نے فتح
حجر فی الفتح عن الخلیل بن احمد انہ قال مین خلیل بن احمد کا قول نقل کیا ہے کہ اسے جزیرہ
سمیت جزیرۃ العرب لان بحر فارس وبحر اس لیے کہتے ہین کہ بحر فارس اور بحر حبشہ اور فرات
الحبشة والفرات ودجلة احاطت بہا اور دجلہ اُس کو گھیرے ہوے ہین اور یہی ارض عرب اور
وھی ارض العرب ومعدنہا وقال الاصمعی اُس کی اصل ہے اور اصمعی کہتے ہین کہ ملک فارس جہان
ھی ما یبلغہ ملک فارس الی اطراف الشام تک ہے اُسکے بعد سے لیکر اطراف شام تک جزیرۂ عرب ہے

وقال ابو عبیدۃ من اقصی عدن الی ریف اور ابو عبیدہ کہتے ہیں اقصائے عدن سے لیکر سبزہ زار
العراق طولا و من جدۃ وما والاھا من عراق تک طول میں اور جدہ اور اسکے متصل سواحل سے لیکر
الساحل الی اطراف الشام عرضا جلد سادس ص ۱۱۸ اطراف شام تک عرض میں جزیرہ عرب ہے (چھٹی جلد صفحہ ۱۱۸)
(۲۳) تقدم سابقا فی الجواب عن السؤال الاول (۲۳) سوال اول کے جواب میں اس تیسرے سوال کا جواب گذر چکا ہے
المستعین باللہ القوی السید سلیمان الندوی = الاجوبۃ صحیحۃ ازاد سبحانی شیخ الشیوخ جامعۃ الہیہ کانپور
تمام باتوں کا جواب ٹھیک ہے لاریب فیہ مفتی محمد وصی علی ملیح آبادی مدرس و مفتی جامعہ الٰہیہ کانپور
جوابات کے ذیل میں علمای کرام نے جو کچھ تحریر فرمایا حرف بحرف صحیح اور درست ہے۔ مجھکو اس سے
کلی اتفاق ہے۔ اجوبہ سابقہ نہایت واضح اور مفصل ہیں کسی مزید تفصیل کے محتاج نہیں تاہم اس قدر
عرض کردینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسئلہ خلافت اسلام کے عقائد اصولیہ کا ایک اہم رکن ہے امت اسلامیہ
نہ کسی زمانے میں اس سے مستغنی ہوئی ہے اور نہ آیندہ ہوسکیگی جس شخص کو مسلمان منصب خلافت تفویض
کرکے خلیفہ تسلیم کرچکے ہوں اُس کو اسلامی عقیدہ کے رو سے اصلی مذہبی پیشوا اور نائب رسول سمجھنا ہر
مسلمان کا مذہبی فرض ہے۔ کوئی شخص اس مقدس ترین مقتدا سے منحرف ہوکر یا اس عقیدہ سے
خالی ہوکر بقیہ اعمال و عقائد کی پابندی کے باوجود مسلمان نہیں رہ سکتا۔
عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال سمعت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من خلع یہ فرماتے سنا ہے کہ جو ہاتھ اللہ کی طاعت سے خالی ہوا (امام
یدا من طاعۃ اللہ (ترک طاعۃ الامام) کی اطاعت چھوڑ دی) قیامت میں وہ اللہ سے ملیگا اور
لقی اللہ یوم القیامۃ ولا حجۃ لہ ومن مات و اُسکے لیے کوئی حجت نہ ہوگی اور جو مرا اور اُسکی گردن میں بیعت
لیس فی عنقہ بیعۃ (للامام) مات میتۃ جاھلیۃ رواہ مسلم (امام کی) نہیں ہے وہ جاہلیت کی موت مرا اسکو مسلم نے روایت کیا ہے
اور خلیفۃ المسلمین سے جو شخص انحراف کرے اہل اسلام میں تفرقہ اندازی کا باعث ہو وہ باغی اور واجب القتل ہے
عن عرفجۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ عرفجہ کہتے ہیں میں نے حضور کو فرماتے سنا ہے کہ تحقیق
صلی اللہ علیہ وسلم یقول انہ سیکون ھنات وھنات عنقریب فتنہ ہونگے پس جو شخص اس امت کے امر امامت میں
فمن اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع جمع ہوجانیکے بعد تفرقہ کرنا چاہے تو اُسکو تلوار سے مار ڈالنا
فاضربوہ بالسیف کائنا من کان۔ رواہ مسلم چاہیے جو کوئی بھی ہو اس کو مسلم نے روایت کیا ہے

هذا والعلم عند الله۔ کتبه بقلمه عبد الحلیم الصدیقی استاذ العربیة جامعة الٰهیة کانپور۔

الجواب صحیح محمد سلیمان القادری الچشتی الفلواروی

بے شک جملہ جوابات صدر بالکل حق و درست ہین اور بہت سی تائیدی عبارتین نقل کی جا سکتی ہین لیکن بخوف طوالت اس سی گذر کرتا ہون اور عبارت منقولہ کو ثبوت مطالب کے لیی کافی سمجھتا ہون۔

منقه ابو المحاسن محمد سجاد عفی عنہ ناظم انجمن علمای بہار مدرس اول مدرسہ انوار العلوم گیا۔

الجواب صحیح محمد ایوب عفی عنہ بھاگل پوری

الجواب صحیح محمد حبیب عظیم آبادی

مین ان جوابات سے متفق ہون نور محمد عُفی

الجواب صحیح ابوظفر محمد علی کریم ہاشمی غفرلہ

الجواب صحیح محمد قطب الدین

اصاب من اجاب محمد احسان علی دمکاوی

الجواب صحیح محمد ریاض الدین دمکاوی

الحمد للہ کہ ان معاملات و مسائل کے متعلق میری رائے وہی تھی جو علمائے فرنگی محل نے ظاہر کی ہے پس مین آپ لوگون کے آراء کی بہت جوش کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے تائید کرتا ہون

العبد الاثیم محمد عبد الحکیم المدرس الثانی فی مدرسة انوار العلوم گیا۔ خادم العلماء محمد عبد المالک عفی عنہ

الجواب صحیح احقر عبد اللطیف غفرلہ مدرس مدرسہ انوار العلوم

الجواب صحیح فقیر محمد ابو العلاء فصیحی غازیپوری عفی عنہ

الجواب صحیح عاجز ابو الوفا محمد شمس الحق غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اسلام مین امام المسلمین اور خلافت کے واسطے قریشی ہونا ضروری نہین حسب ارشاد آیہ بلند پایہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تم مین سب سے زائد بزرگ اللہ کے نزدیک تم مین متقی سب سے زائد ڈرنیوالا ہے۔ ولو امر علینا عبد حبشی امتثال امرہ فی رضاء اللہ عز و جل واجب علینا۔ اور اگر ہم پر کوئی حبشی غلام امیر بنا دیا جائے تو اس کی فرمان برداری اللہ کی رضا مین ہم پر واجب ہے۔ واقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم اور مشرکین کو جہان پاؤ قتل کرو۔

حررہ ہذہ السطور غلام محمد عفا عنہ الصمد فی بلدة لاہور

الاجوبة کلہا صحیحة فقیر معین الدین کان اللہ لہ اجمیری خادم دار العلوم معینیہ عثمانیہ و جمعیت انوار خواجہ اجمیر شریف (مہر)

ان الاجوبة قد صحت ولا مزید علیہا محمد نور الدین الاجمیری عفا عنہ الباری (مہر)

جوابات سب صواب اور حق ہین عبد الحی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد المجید عفی عنہ رکن انجمن مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ ۔

انا اتفق بهم وبا جو بتهم محمد یونس عفا اللہ عنہ رکن انجمن جمعیت انوار خواجہ

الجواب احق محمود حسن ولایتی = الاجوبۃ کلها صحیحۃ محی الدین عفا اللہ عنہ ناظم شعبۃ جمعیۃ المسلمین

الجواب صحیح سلطان حسن غفرلہ الجواب صحیح والمجیب نجیح فقیر عبد الکریم ۔

جوابات صحیح ہیں محمد اشرف علی عفی عنہ = قد اصاب المجیبون العبد لساہی فضل الٰہی ۔

ما اصاب المجیب لاریب فیہ عبد العزیز عفی عنہ وطناً کشمیری = الجواب صحیح محمد عزیز فریدی مجیبی

الاجوبۃ کلها صحیحۃ عبد الرحمن عفی عنہ = المجیب مصیب فی ہذا البیان وعلیہ الفتوی فی جمیع الزمان سید امیر عفی عنہ

نعم الجواب عبد الباری عفا اللہ عنہ

لاشك فی ان نصرۃ امیر المومنین وحفاظۃ اس میں کوئی شک نہیں کہ امیر المومنین کی مدد اور

بلدانهم عن کید اهل الفتن الناقضین للامن امن وامان کو توڑنے والے اہل فتن کے کید سے خیانت کرنا

فرض عین علے کافۃ المسلمین بدفاع والوں اور معاندین کو دفع کرکے شہروں کی حفاظت

الخائنین المعاندین للدین تمام مسلمانوں پر فرض عین ہے ۔

قالہ بفمہ وکتبہ بقلمہ المستفتح بالباری امتیاز احمد الانصاری المدرس فی المدرسۃ المعینیۃ العثمانیۃ الاجمیر

الامر کذلک واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی محمد قائم عبد القیوم الانصاری الفرنجی محلی غفرلہ اللہ الباری مہر

الجواب صحیح کتبہ احقر ابو بکر محمد شیث فاروقی جونپوری غفرلہ = صح الجواب ابو الحسین کان اللہ لہ

من اجاب فقد اصاب عبد الاحد عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ مسجد اٹالہ جونپور ۔

الجواب صحیح غنیمت حسین عفی عنہ = الجواب صحیح علی عظیم گیلانی = الجواب صحیح محمد مسعود ندوی

الجواب صحیح محمد ابراہیم ذکریا بھاگل پوری = الجواب صحیح مولوی شاہ سید تجمل حسین بہاری خلیفہ مولانا

فضل رحمن قدس سرہ وشاہ امداد اللہ چشتی وبیر صحبت شاہ عبد الرزاق فرنگی محلی ۔

المجیب مصیب ابو الفتح محمد عبد القادر اسلامپوری عظیم آبادی مہر

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عمر اسلامپوری = للہ در المجیب شاہد حسین غفرلہ اسلام پور ۔

من اجاب فقد اصاب والادلۃ المذکورۃ فی ہذا الباب صحیحۃ بالسنۃ والکتاب واللہ اعلم بالصواب

والیہ المرجع والمآب وانا العبد الراجی رحمۃ ربہ محمد عبد العزیز البہاری غفرلہ ولوالدیہ البارئ =

الجواب صحیح کتبہ محمد عبد الکافی عفی عنہ      أصاب من اجاب نمقہ احقر ظہور حسام غفر لہ حسامی مانکپوری

ہذا ہو الحق والحق احق ان یتبع حررہ الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو المحسن محمد امین

البہاری عفا عنہ الباری مفتی المدرسۃ السبحانیہ الہ آباد

بسم اللہ حامداً ومصلیاً ومسلماً امابعد اسمین کوئی شک نہین کہ خلافت حقیقیہ راشدہ قریش کے
فانہ لاریب فی ان الخلافۃ الحقیقیۃ ساتھ مختص تھی اُنکے غیر کو خلیفہ بنانا درست نہ تھا اور اسپر
الراشدۃ کانت مختصۃ بقریش لم یثبت عقدها صحابہ کا اجماع ہو گیا لیکن آج جبکہ اُسکی رونق و زیبائش
لغیرہم وعلی ہذا انعقد اجماع الصحابۃ لکن جاتی رہی اور خلافت کی نام کے سوا کچھ باقی نہین رہا اور
لما نضب الیوم ماؤہا وذہب رواؤہا ولم دین مین رخنے پڑ گئے اور مسلمانون مین فساد پیدا ہو گیا اور
یبق الا اسمہا وخربت الدین وظہر الفساد بغاوت کرنیوالی کثیر اور حفاظت کرنیوالے قلیل ہو گئے
بین المسلمین کثرت البغاۃ وقلت الحماۃ یہانتک کہ کفر کی اندھیاری چھا گئی مسلمان مثل
حتی استولت ظلمات الکفر فکان المسلمون بارش والی رات کی بکری کے ہو گئے تو جو کچھ جواب
کالغنم فی اللیل المطیر فما قالہ المجیبون ہو دینے والون نے لکھا ہے وہی ٹھیک ہے اور اُن کے
الصواب واستدلالہم اتم عند ذوی الالباب استدلالات عقلمند لوگون کے نزدیک ٹھیک اور درست ہین

واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر عبد الشکور مظفرپوری مدرس اوّل مدرسہ جامع العلوم مظفرپور غفر لہ ولوالدیہ

اقول بتوفیق اللہ وتائیدہ انہ یعلم بتدقیق ہم اللہ کی توفیق اور تائید سے کہتے ہین کہ کتب کی عمیق
النظر فی الکتب ان لنصب الامام وانتخابہ شرائط مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے تقرر اور اُسکے انتخاب کرنے
لا لصیرورۃ الامام اماما بل الصیرورۃ موقوفۃ کے لیے کچھ شرائط ہین نہ کہ امام کے امام ہو سکنے کے لیے کیونکہ
علی امرین المبایعۃ من الاشراف والاعیان امام ہونا تو دو باتون پر موقوف ہے اشراف و اعیان سے
ونفوذ حکمہ فی رعیتہ خوفا من قہرہ بیعت کر لینے اور اُسکے قہر و جبروت کی وجہ سے رعایا مین
وجبروتہ فبعد انعقاد الامر واستحکامہ اُسکی حکم کی نافذ ہو جانے پر بس بس انعقاد خلافت اور اُسکے استحکام کے بعد
لا یجوز الخروج الا بظلم الامام وتعدیہ خروج جائز نہ ہوگا مگر امام کی ظلم و تعدی کی وجہ سے اور اس مذموم
وعلی تقدیر الخروج المذموم لا یجوز لنا خروج کی وقت اگر ہو تو ہمکو بغاوت کرنیوالون کی تائید کرنا
تائید البغاۃ بل یجب علینا تائید الامام شرعاً جائز نہین ہے بلکہ ہمارے اوپر امام کی تائید

اتفاق جواب سے واجب ہی تھا حاصل یہ کہ مجھے نفس جواب سے اتفاق ہے فلی الاتفاق بنفس الجواب بلا ارتیاب

واللہ اعلم بالصواب احقر العباد خدا بخش سکریٹری مدرسہ فیض عام مظفر پور | مہر |

الجواب صواب بلا ریب ۔ العبد محمد شفیع عفا عنہ مونگیری مدرس مدرسہ فیض عام مظفر پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد علمای امت نے ہر ایک سوال کا جواب شرح وبسط سے دیا ہے اور اسپر کتاب وسنت سے دلائل قائم کیے ہین جنکے اعادہ کی ضرورت نہین معلوم ہوتی مین چاہتا ہون کہ اجمالی طور پر ہر ایک سوال پر اپنی رای عرض کرون اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ

(۱) مسلمانون کا اولین فرض یہی ہے کہ وہ اپنا امام معین کرین کہ تنظیم امور ہو سکے اس امام کو دوسرے الفاظ مین خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین کہا جاتا ہے۔

(۲) اگر امت مسلمہ نے غیر قریشی کو اپنا خلیفہ اور امیر تسلیم کر لیا ہے تو اس کی اطاعت لازمی اور ضروری ہو گی اگرچہ اس مین تمام شرطین بھی پائی جائین اور اس وقت مین ایک غیر قریشی کو خلیفہ مان لینا اور بھی زیادہ اہم اور ضروری ہو جاتا ہے جبکہ ایک قریشی نہ تو صاحب اثر ونفوذ ہو اور نہ قوت واقتدار رکھتا ہو اور اندیشہ ہو کہ اس قریشی کو خلیفہ مان لیا گیا تو کفار ومعاندین اسلام بلاد وامصار اسلامی اور مقامات مقدسہ پر قابض ہو جائین گے۔

(۳) جس کو ملت اسلامی خلیفہ تسلیم کر لے اس سے بغاوت کرنا حرام اور ممنوع ہے کیونکہ خوف ہے کہ اس بغاوت سے فتنہ وفساد برپا ہو گا مسلمان ایک دوسرے کے قتل کرنے کو تیار ہونگے اور دشمنان شریعت اسلامیہ بلا واسطہ یا بالواسطہ مسلمانون کے ممالک پر قبضہ کر لین گے۔

(۴) اگر ایک قریشی بغاوت کرتا ہے اور غیر قریشی خلیفہ کی مخالفت پر آمادہ ہوتا ہے تو اس بدبخت قریشی کی ہرگز مدد نہ کی جائے البتہ مسلمانون کا فرض ہے کہ وہ ان منازعات باہمی کو دور کرنے اور ان مین صلح وصفائی کرانے کی حتی المقدور کوشش کرین۔

(۵) باوجود سعی وکوشش وہ باغی صلح کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو اس کا قتل کرنا فرض اور اس کا نیست ونابود کرنا اسلام پر اعظم ترین احسان ہے۔

(۶) خلیفۃ المسلمین کی وفات کے بعد جو اس کا ولیعہد وجانشین قرار دیا جائے اس کی اطاعت

بھی ضروری و لازمی ہو گی اور اُس پر خروج حرام و ناجائز ہو گا۔

(۷) جب ہمیں یہ ڈر ہو کہ اگر مقامات مقدسہ اور ممالک اسلامیہ اس باغی کے قبضہ و اقتدار مین رہے تو کفار ان پر غالب آ جائین گے اُس وقت دُنیا کے تمام مسلمانون کا اہم و اقدم فرض یہی ہے کہ وہ اس باغی پر جہاد کرین تمام ممالک اسلامیہ اور مقامات محترمہ اس کے قبضے سے نکال لین یہان تک کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اور غلام آقا سے پوچھے بغیر بھی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کھڑا ہو جو امام اس فرض کے لیے آگے بڑھے ہر فرزند اسلام اس کی اعانت و دستگیری کرے۔

(۸) اگر مقامات مقدسہ خلیفۃ المسلمین کے قبضے مین نہ ہین جب بھی اس کی خلافت مین کوئی فرق نہین آتا اور وہ برابر امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین تسلیم کیا جائیگا۔

(۲) جزیرۃ العرب کے حدود حسب ذیل ہین۔

بحر ہند، بحر احمر، بحر شام، اور دجلہ و فرات سی جو سرزمین محدود ہے اُسکو جزیرۃ العرب کہتی ہین

(۳) ایسی صورت مین دنیا کے تمام مسلمانون کو بلا اختلاف و تفریق مدافعت کرنا لازمی اور ضروری ہو جاتا ہے اگر وہ جہاد فی سبیل اللہ اور حق و حریت کی مدافعت کے لیے نہ اُٹھ کھڑے ہونگے تو وہ یقیناً مجرم ہین اور اللہ تعالی اُن کو اشد شدید عذاب مین مبتلا کریگا دنیا مین اس عذاب کی صورت یہ ہو گی کہ انپر غیر مسلم ظالم و جابر بادشاہ مسلط کر دیگا اور سب سے بڑی ذلت یہی ہے کہ ہمپر کوئی دوسرا حاکم ہو

ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا ھذا ما الھمنی ربی وھو الموفق للصواب والیہ المرجع والمآب

فقیر عبد الحی کان اللہ لہ ناظم دار الدعوۃ والارشاد نقشبندی منزل لاہور ۳ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ

بیشک نصب امام امت پر واجب ہے اور جب ایک شخص صاحب اقتدار باتفاق امت امام بنایا گیا خواہ وہ غیر قرشی ہو تو اوسکی امامت صحیح ہے اور اوسپر خروج اور بغاوت حرام ہے اور جو اوسکی بغاوت کرے خواہ وہ قرشی ہی کیون نہو اُس کی سزا قتل ہے اگر وہ مصالحت نہ قبول کرے۔

(۲) سرزمین عرب جہان سے مشرکین کے اخراج کا حکم ہے وہ علاقہ ہے جو بحر ہند بحر شام و دجلہ و فرات سے محاط ہے

(۳) جب غیر مسلم اہل اسلام کے ممالک پر حملہ آور ہون تو وہان کے لوگون پر مدافعت واجب ہے اگر وہ نہ کر سکتے ہون یا باوجود قدرت نہ کرین تو دوسرے ممالک کے مسلمانون پر بہ ترتیب الاقرب

مدافعت کفار لازم ہی جو دلائل ان مسائل کے علمار نے اوپر لکھے ہین وہ صحیح اور حق ہین۔ مجھے اُن سے پورا اتفاق ہے۔ عاجز ابو محمد احمد عفی عنہ امام مسجد صوفی لاہور۔

(۱) نصب امام مسلمانون پر واجب ہے جس شخص کی امامت پر اعیان اسلام یعنی مسلمانون کے نمایندے اتفاق کرلین وہ خلیفہ مسلّم ہوگا خواہ وہ قرشی ہو یا غیر قرشی چنانچہ خلیفۃ المسلمین سلطان محمد خان خامس مرحوم کے عہد خلافت مین تمام دنیا کے مسلمانون نے جنگ بلقان کے زمانے مین خلیفہ مرحوم کی جان ومال سے اعانت کرکے ان کی مسلمہ خلافت کا عملی ثبوت دیدیا تھا لہذا اس کے بعد جو شخص خلیفۂ معہود کی اطاعت سے اعراض کریگا وہ یقینا باغی ہے خواہ وہ قرشی ہی کیون نہو اور شرائط خلافت کی سب سے بڑی شرط موجودہ زمانہ مین بجز ترکی کے اور کہی جگہ پائی نہین جاسکتی وہ یہ ہے (کہ مسلمانون کی تمام حکمران جماعتون مین جس شخص کی طاقت اس قدر زبردست ہو کہ آبسانی اسے غنیم زیر نہ کرسکین اور تمام مسلمان اسے اپنا مسلمہ امام مان لین انتہیٰ) لہذا اس لحاظ سے بجز ترکی کے اور کوئی خلافت کا استحقاق نہین رکھتا۔

(۲) جزیرۃ العرب کی تحدید کے متعلق جو کچھ مفتیان کرام نے تحریر فرمایا ہے بلا کم وکاست صحیح ہے۔

(۳) بموجب ارشاد باری جل مجدہ یا ایھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھٰذا ای مسلمانو مشرکین یقینا نجس ہین پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئین) کفار کا تسلط مسجد حرام پر بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ دونون طرح پر حرام ہی جب اس قسم کے تسلط کا اشتباہ ہو اور تمام مسلمانون کی متفقہ مدافعت کے بغیر اس کا قلع قمع نہ ہو سکے تو تمام دنیا کے مسلمانون پر فرض ہے کہ اس کا سدباب کرین ورنہ سب فرض کے تارک ہونگے اور عند اللہ سب مجرم و ماخوذ ہونگے خواہ وہ عرب کے رہنے والے ہون یا عجم کے ہندوستان کے مسلمانون پر لازم ہے کہ جلد تر اپنے احساسات ملّیہ گورنمنٹ ہند کے گوش گذار کرین تاکہ احساسات اسلامیہ سے بے خبری کی حالت مین مسلمانون کے جذبات پامال نہ کیے جائین۔ العبد احقر الانام احمد علی عفی عنہ سابق ناظم نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی الداعی الی کتاب اللہ الحکیم بلدۃ — لاہور

(۱) نصب الامام من اھم الواجبات علی الامۃ (امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ پر امام کا المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کما تشھد بہ مقرر کرنا اہم واجبات سے ہے) جیسا کہ سقیفہ

مبادرة الصحابة رضي الله تعالى عنهم اجمعين الى بيعة الصديق رض في ثقيفة وتركهم تجهيز صاحب الشريعة عليه الصلوة والسلام وتكفينه واتفاق العلماء بعدهم عليه قولا وعملا وشرط الامام ان يكون قرشيا وانما شرط ذلك لقوله عليه الصلوة والسلام الائمة من قريش لكون القريش مقتدرين ذوي عصبية واما اذا لم يوجد القرشي مطلقا او وجد لكن لم يكن ذا اقتدار وعصبية يصونون بهما بلاد الاسلام عن تسلط الكفار عليها فاذا يجب ان ينصب كل من كان ذا اقتدار وشوكة يحفظ الممالك الاسلامية و اذا نصب الامام باتفاق الاعيان وهو غير قرشي ذو اقتدار يجب على كل احد اطاعته و اصلاح من خالفه وخرج عليه بالقتال وغير ذلك ولو كان الخارج قرشيا -

مین حضرت ابوبکر کی بیعت مین صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے جلدی کرنے اور صاحب شریعت علیہ الصلوۃ والتحیۃ کی تجہیز وتکفین کے ترک کردینے اور صحابہ کے بعد علماء کے قولا و فعلا اس پر اتفاق کرلینے سے ثابت ہوتا ہے اور امام کا قرشی ہونا شرط ہے اور یہ شرط اس وجہ سے کی گئی کہ قریش کے ذی اقتدار اور ذی عصبیت ہونے کی وجہ سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا تھا کہ الائمۃ من قریش مگر جب قرشی پایا ہی نہ جائے یا پایا جائے مگر ذی اقتدار وعصبیت جس کی وجہ سے بلاد اسلام کو کافرون کے تسلط وغلبہ سے محفوظ رکھ سکے نہو تو اس وقت واجب ہے کہ کسی ذی اقتدار رعب داب والے کو جو ممالک اسلامیہ کی حفاظت کرے اپنا امام بنالین اور جب سربرآوردہ لوگون کے اتفاق سے کوئی غیر قرشی ذی اقتدار امام مقرر ہوجائے تو ہر شخص پر اسکی اطاعت اور اسکی مخالفین اور اسپر قتال یا کسی اور صورت سے خروج کرنیوالے کی اصلاح اور درستگی واجب ہے اگرچہ خروج کرنیوالا قرشی ہی کیون نہو -

(٢) واذا دخل الكفار بلاد الاسلام يجب على مسلمي بلاد الاسلام دفاعهم ان امكن بها نفيرا والا فعلى كل مسلم شرقا وغربا -

(٢) اور جب کفار بلاد اسلام مین داخل ہون (قبضہ کرلینے کے لیے) تو وہین کے مسلمانون پر دفاع واجب ہے اگر نفیر ہی سے ممکن ہو ورنہ تمام مسلمانون پر شرقا وغربا دفاع واجب ہے -

حررہ الراجی عفور بہ عبد الجلیل مدرس اسلامیہ ہائی سکول ۲ لاہور

(١) يشترط في الخليفة ان يكون عاقلا بالغا حرا ذكرا شجاعا ذا راي وسمع وبصر ونطق وممن سلم الناس شرفه وشرف قومه ولا يستنكفون

(١) خلیفہ کے لیے شرط ہے کہ وہ عاقل بالغ آزاد مرد بہادر اور صاحب رائے ہو سننے دیکھنے بولنے کی طاقت رکھتا ہو - اور ان لوگون مین سے ہو جن کا اور جن کی قوم کا شرف

عن طاعته وقد عرف منه انه يتبع الحق في
سياسة المدنية وهذا مما اتفقت عليه الامم و
جمعت عليه الملل مع تباعد بلدانهم واختلاف
اديانهم لما ان هذا الامر الخطير لا يتم الا بها
وان اهمل شئ منها او خلاف ما يحبون وغير ما يرجون
وسكتوا على غيظ والامة المصطفوية على نبيها الصلوة
والسلام اعتبرت في الخلافة النبوية امورا اخرى
منها الاسلام والعلم والعدالة لان المصالح الملية
لا تتم بدونها والاصل فيه قوله تعالى وعد الله الذين
امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في
الارض كما استخلف الذين من قبلهم الى قوله
تعالى فاولئك هم الفاسقون ومنها كونه قرشيا
لقوله عليه الصلوة والسلام الائمة من قريش لان
الحق الذي اظهره الله على لسان نبيه صلى الله عليه و
سلم انما جاء بلسان قريش وفي عاداتهم وايضا
القريش قوم النبي صلى الله عليه وسلم وحزبه فاجتمع
فيهم حمية دينية وحمية عصبية فكانوا الاكثر مظنة
للقيام بالشرائع والدفاع عنها وايضا القريش كانوا
ذوي عصبية وحماية اقوياء يحمون حماهم وينصرون
من اوى اليهم ويبذلون دونه الانفس
والاموال ولم تجتمع هذه الامور في ذلك الزمان الا
في قريش وتنعقد الخلافة بوجوه احدها بيعة
اهل الحل والعقد من العلماء والرؤساء

لوگون نی تسلیم کرایا ہو اور اُسکی فرمانبرداری سی نکلجائے
ہوں اور یہ معروف ہو کہ سیاست مدن میں حق کی اتباع
کریگا یہ وہ شروط ہیں جن کو تمام قوموں اور ملتوں نی باوجود
اختلاف ممالک و مذاہب تسلیم کیا ہی کیونکہ وہ سمجھ لیے کہ اتنا بڑا
کام بلا ان امور کے انجام پا ہی نہیں سکتا ہی اور انمین سے
کسی ایک بات کا بھی اگر لحاظ نہ کیا جائے تو انکی امیدون
اور آرزوؤنکے خلاف امور ظاہر ہونگی لیکن امت محمدی نے انکے
علاوہ اور بھی چند امور کا اعتبار کیا ہی جنمین سی اسلام علم عدالت
ہے کیونکہ مصالح دینیہ بغیر انکے پورے نہیں ہوتے اور اصل
ان امور کی اللہ تعالی کا یہ قول ہے وعد الله الذين امنوا منكم
وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف
الذين من قبلهم الى قوله تعالى فاولئك هم الفاسقون ہے
اور منجملہ ان امور کے امام کا قرشی ہونا ہی کیونکہ رسول اللہ کا ارشاد
ہی کہ الائمة من قريش امام قریش سی ہوں کیونکہ حق جسکو خدا
نے اپنے نبی کی زبان پر ظاہر کیا (قرآن پاک) وہ قریش ہی
کی زبان میں اور اُنکے عادات و اطوار کے لحاظ سی ظاہر ہوا تھا
اور یہی قریش رسول اللہ کا قبیلہ اور گروہ تھا اسلئے انمین حمیت دینیہ
بھی تھی اور حمیت عصبیہ بھی جسکی وجہ سے اُنکی متعلق قیام شرائع اور
دفاع عن الشرائع کا زائد گمان ہو سکتا تھا اور بھی قریش کی علاوہ
اُس زمانہ میں کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جسمین عصبیت اور قوت و طاقت ہو کہ
وہ اپنی حمایتیوں کی حفاظت کرتا اور پناہ لینے والوں کو پناہ دیتا اور انکی
حاجت برآری کرتی اور جان و مال کو بے دریغ لٹا دیتی تھی اور خلافت
چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہی اول یہ کہ اہل حل و عقد علماء رؤسا

وامراء الاجناد وممن یکون لہ رای ونصیحۃ امرای لشکر اور وہ لوگ جو صاحب رای اور مسلمانوں کی خیر خواہ ہوں بیعت
للمسلمین کخلافۃ ابی بکر رض وثانیہا بان یوصی کرلیں جیسے ابو بکر رض کی خلافت تھی دوسرے یہ کہ خلیفہ
الخلیفۃ الناس بہ کوصیۃ ابی بکر لعمر رضی اللہ لوگوں کو کسی کی خلافت کے لیے وصیت کر دی جیسے ابو بکر رض
عنہما وثالثہا بجعل الخلافۃ شوری بین قوم عمر رض کی خلافت کی بارہ میں وصیت فرمائی تھی اور تیسری یہ کہ خلافت
کخلافۃ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما ورابعہا استیلاء قوم کی مشورہ پر چھوڑ دیجائے جیسے عثمان رض و علی رض کی خلافت تھی اور
رجل جامع للشروط علی الناس وتسلط علیہم اور چوتھی یہ کہ کوئی جامع الشروط خود تمام لوگوں پر مسلط اور غالب
کسائر الخلفاء بعد خلافۃ النبوۃ ثم ان استولی ہو جائے جیسے خلافت نبوت کے بعد کی تمام خلفا تھے لیکن اگر
علی الناس من لم یجمع الشروط لا یجوز ان یبادر کوئی غیر جامع الشروط مسلط ہو جائے تو اسکی مخالفت جائز نہیں
الی مخالفتہ لان خلعہ وعزلہ لا یتصور غالبا کیونکہ سخت لڑائیوں اور بہت سی جانوں کو تلف کرنے اور کثیر
الا بحروب مستاصلۃ وازہاق نفوس کثیرۃ خونریزیوں اور مہلک مصائب کے پیدا ہونے کے بغیر اس کی
واراقۃ دماء وفیرۃ ومضایقات مستہلکۃ وفیہا علیحدگی اور مسند خلافت سے اسکا عزل متصور نہیں ہوتا اور ان میں
من المفاسد اشد مما یرجی من المصلحۃ الموہومۃ مصالح موہومہ سے زیادہ سخت مفاسد ہیں یہی وجہ تھی کہ جب
ولہذا لما سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قیل افلا حضور صلعم سے پوچھا گیا کہ کیا ہم انسے مقابلہ کریں تو آپ نے فرمایا
ننابذہم قال لا ما اقاموا فیکم الصلوۃ وقال نہیں جب تک وہ نمازوں کو قائم کرتے رہیں اور فرمایا (نہیں)
الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من اللہ فیہ مگر یہ کہ تم کوئی کفر دیکھو کہ اسمیں اللہ کی طرف سے تم لوگوں کو
برہان وقال السمع والطاعۃ علی المرء المسلم حجت ہو اور فرمایا کہ اطاعت و فرمانبرداری ہر مسلمان پر محبوب
فیما احب وکرہ ما لم یومر بمعصیۃ فاذا امر اور مبغوض امر میں لازم ہے جبتک کہ خدا کی نافرمانی اور معصیت کا
بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ وقال علیہ الصلوۃ حکم نہ دیا جائے کیونکہ اس وقت نہ اطاعت ہے اور نہ فرمانبرداری اور حضور نے
والسلام من رای من امیرہ شیئا یکرہہ فرمایا ہے جو شخص اپنے امیر سے کوئی ایسی بات دیکھے جو اسکو ناگوار
فلیصبر فانہ لیس احد یفارق الجماعۃ شبرا ہو تو صبر کرے کیونکہ کوئی ایسا نہیں جو جماعت سے ایک بالشت
فیموت الا مات میتۃ جاہلیۃ فاذن لا یجوز علیحدہ ہو گیا ہو اور وہ جاہلیت کی موت نہ مرے تو اب کسی کو جائز
لاحد بعد انعقاد البیعۃ من اہل الحل والعقد نہو اعام اس سے کہ قرشی ہو یا غیر قرشی کہ اہل حل وعقد کی بیعت
وانتظام امور بلاد الاسلامیۃ الخروج علی الامام اور بلاد اسلامیہ کی منتظم ہو جانیکے بعد امام پر خروج کرے

الاحد سواء كان قرشيا او غير قرشي۔ خصوصاً جبکہ مقامات مقدسہ اور بلاد اسلامیہ پر تسلط

اذا اخيف بتسلط الكفار على الاماكن المقدسة کفار کا بواسطہ یا بلا واسطہ اندیشہ ہو۔ پس جب کسی خلیفہ کی

والبلدان الاسلامية بواسطة او بغير واسطة خلافت منعقد ہو جائے اور اس سے خلافت کی بارے میں مقابلہ

فاذا انعقدت الخلافة لخليفة ثم خرج آخر کرنے کے لیے کوئی دوسرا نکلے تو باغی کا قتل حلال ہے

ينازعه حل قتله ووجب على المسلمين نصرة اور اسکے مقابل خلیفہ کی مدد کرنا واجب ہے اور اگر اسکا خروج

الخليفة عليه وان خرج بتاويل المظلمة يريد رفعها بتاویل ہو کہ وہ اپنے یا اپنے قبیلے سے ظلم کو دفع کرنا

عن نفسه او عشيرته او لنقيصة يثبتها في الخليفة چاہتا ہو یا کسی برائی کو خلیفہ میں ثابت کرتا ہو اور اپنی دعوی

ويحتج عليها بدليل شرعي يبعث الامام اليه پر دلیل شرعی رکھتا ہو تو کسی امین اور خیر خواہ

امينا ناصحا عالما يكشف شبهته ويدفع عنه اور ناصح عالم کو امام اسکی طرف بھیجے جو اسکے شبہات کو دور

مظلمته كما بعث امير المؤمنين علي رضي الله عنه کرے اور مظالم کا انسداد کرے جیسا کہ حضرت علیؓ نے عبداللہ

عبد الله ابن عباس رضي الله عنهما الى الحرورية ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اہل حروراء کی طرف بھیجا تھا۔

(۲) جزيرة العرب حدودها ما ذكره المفتيون (۲) جزیرۂ عرب کے حدود وہی ہیں جو مفتیان کرام نے

الكرام واتفق عليها اهل اللغة من المسلمين بیان کیے ہیں اور ان پر اہل لغت کا مسلم ہوں یا غیر مسلم

وغيرهم قال المعلم البطرس اللبناني في اتفاق ہے معلم البطرس اللبنانی محیط المحیط میں رقم طراز

محيط المحيط وجزيرة العرب ما احاط به ہے۔ کہ اور جزیرۂ عرب کو بحر ہند بحر شام اور دجلہ و

بحر الهند وبحر الشام ثم دجلة والفرات اھ فرات گھیرے ہوئے ہیں۔

(۳) واذا دخل الكفار بلاد الاسلام [illegible] على (۳) اور جب کفار بلاد اسلام میں داخل ہوں (قبضہ کرنیکے لیے) تو

اهاليها الدفاع عنها وحفظها عن ايدي وہاں کے لوگوں پر ان کو دور کرنا اور کفار و مشرکین متغلبین کے

المتغلبين من الكفرة المشركين وحيازة حوزة ہاتھوں سے انکو محفوظ رکھنا اور سید ہونا اور اللہ اور اسکی رسول

الاسلام عن تصرف المردة الكفار الذين کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہ کرنیوالوں کے تصرف سے شوکت

لا يدينون دين الحق ولا يحرمون ما حرم الله اسلام کو برقرار رکھنا لازم اور ضروری ہے اور جب وہاں کے لوگ

ورسوله فاذا عجز الاهالي عن المقاومة مقاومت اور مدافعت سے عاجز ہوں یا انکی مقابلہ اور مجادلہ سے

والمدافعة او فشلوا عن منابذتهم ومنازلتهم سست و کمزور ہو جائیں تو ان کے متصل رہنے والوں پر

یجب علی من یلیھم ان ینصروھم ویخرجوا واجب ہے کہ انکی مدد کریں اور ان بلاد سے دشمن کو نکالدیں
العدو من تلک البلاد حتی تصفوا الدیار یہانتک کہ یہ بلاد انسے صاف ہو جائیں اور منارہ اسلام
وتنجلی منار الاسلام وینطمس ظلام الکفر چمکنے لگے اور روشن ہو جائے اور کفر وعدوان کی تاریکیاں
والعدوان والیہ الاشارۃ فی قولہ سبحانہ و مٹ جائیں اسی جانب اشارہ اللہ تعالی کی قول یاایھا الذین
تعالی یاایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ
یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین کا ہے یعنی ای ایمان والو تم اپنے نزدیک کے کافروں سے
واعلموا ان اللہ مع المتقین قتال کرو اور تم میں انکو سختی پانا چاہیے اور جانو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے

ھذا ما عندی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم وھو حسبی ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا
باللہ العلی العظیم لانعبد ولانستعین الا ایاہ کتبہ نجم الدین عفی عنہ المدرس
العربی فی المدرسۃ الاسلامیۃ فی لاھور

العاصی محمد نور الحق غفرلہ (مولوی فاضل) الموظف من بیت العلوم الشرقیۃ لاہور۔
الجواب صحیح والرای نجیح فقیر عبد الحلیم عفی عنہ وعن اسلافہ مدرس مدرسہ کنز مرغوب پیران پٹن گجرات
الجواب حق صحیح والحق احق ان یتبع حررہ فقیر محمد بیجاپوری عفی عنہ
اصاب ما اجاب والحق ما قال۔ خادم العلماء فقیر عبد اللطیف مدرس مدرسۃ الفرح احمد آباد گجرات
اصاب من اجاب واحق الثواب من الملک الوہاب بان الخلیفۃ لازم للمسلمین والبغاوۃ لاالمین من
اہل الدین کتبہ من مدرسۃ اسلامیہ کنز مرغوب پٹن نمقہ الفقیر الی الحنان محمد سلیمان عفی عنہ وعن اسلافہ =
الجواب صحیح کتبہ ........ مدرس مدرسہ سراج الاسلام دیرمگام ضلع احمد آباد گجرات
الجواب حق فماذا بعد الحق الا الضلال نمقہ الفقیر احمد المکنی بابی الکلام کان اللہ لہ الراجی ۲۔ رجب ۱۳۳۷ھ
الاجوبۃ صحیحۃ وما بعدھا الا ضلالۃ مضلۃ فقیر ابو الطاہر ظہور احمد الصدیقی الحنفی الدربنجوی الرسولپوری ستوی
کان اللہ تعالی لہ مدرس جماعت ثانیہ مدرسہ اسلامیہ جامع السلوم محلہ کنھولی مظفر پور
الجواب صحیح فقیر وجیہ احمد دربھنگوی عفی عنہ۔ الجواب صحیح احمد حسین سہسرامی۔
الجوابات لاریب فیہا ومن خالفہا لیس سنیا نبی حسن آدم پوری عظیم آبادی عفی عنہ۔
الجواب صحیح محمد ابراہیم دربھنگوی۔ الجواب صحیح محمد حبیب اللہ غفر لہ اللہ۔

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علی اھلھا اما بعد جو جوابات مستفتی کے سوالات کے مجیب لبیب نے سطور
صدر میں ارقام فرمائے ہیں وہ سب کے سب صحیح اور درست اور سراسر حق و صواب ہیں اسلیے کہ ہر جواب
دلائل نقلیہ صحیحہ سے مدلل و موید ہے اور ہر دلیل مطابق اصل اور موافق منقول عنہ کے ہے اور بلا اشتباہ جو جوابات
کیا ہیں صداقت اور حقیقت کے آفتاب کا طلوع ہے جس سے باطل اور ضلالت کی تاریکیاں رفع ہو گئیں
ہذا ہو الحق فما بعد الحق الا الضلال کتبہ خادم العلماء والصلحاء والمسلمین مسکین غلام محمد ہوشیارپوری
عفا اللہ عنہ ذنبہ الخفی والجلی بفضلہ القوی۔

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب عجز آگین فقیر غلام محی الدین انصاری حنفی القادری ناظم دار المصاحف
گمٹی بازار لاہور ۶۔ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

المجیب قد اصاب فیما اجاب حررہ امام الدین شاہ درگاہ ٹھلہ شریف۔ ہذا ہو الحق حررہ الفقیر غلام محمد سندھی حیدرآباد سندھ
ما قال العلماء العظام والفقہاء الکرام فہو حق والحق بالاتباع احق المصحح المسکین محمد سلیمان الراجی الی رحمۃ ربہ الرحمن المتمکن
ترڑ محبت لارکانہ سندھ = طلع الحق حق الطلوع وسطع الصدق حق السطوع المسکین محمد صدیق ساکن خالد تعلقہ لارکانہ
قد قال اداء فی ہذہ المسألۃ قولا صحیحا شاہ محمد = احمد علی دسکاری بھرگڑی صح فتح محمد سیوستانی۔ فقیر دین محمد دکالی
الفقیر نور محمد نظامانی = فقیر محمد ابراہیم عفی عنہ جواب صحیح است۔ المصحح اللہ بخش معلم مدرسہ =
الجواب صحیح محمد غوث ساکن ڈاکری = الجواب صحیح سید غلام حمید شاہ = ہذا ہو الحق الفقیر ابو المصلح محمد عبد الخالق المورائی
قد اصاب فیما اجاب راقم مولوی محمد اسمٰعیل = الجواب صحیح مولوی عبد الرحیم سکنہ دادم سندھ
ہذا الجواب صحیح والخلاف منہ قبیح المصحح خادم العلماء عبد اللہ البیجلی لارکانہ سندھ = الجواب صحیح الفقیر میر محمد لارکانہ سندھ
ہذا ئی شکے نیست اندر جواب اجاب المجیب کما فی الکتاب فقیر محمد صدیق المورائی + نوابشاہ سندھ =
المسألۃ صحیحۃ محمد اسمٰعیل لارکانہ سندھ = قد اصاب فیما اجاب محمد عاقل العاقلی عفا عنہ لارکانہ =
ہذا الجواب صحیح لاریب فیہ فقیر خوش محمد ساکن میرو خان = الصحیح دین محمد من مقام بتی یوسف قمبر ضلع لارکانہ
الجواب صواب المصحح خادم العلماء غلام رسول تعلقہ لارکانہ = ہذا ہو الحق دین محمد ادیب متوطن فیروز شاہ تعلقہ میہڑ ضلع لارکانہ سندھ
صحیح مولوی نور محمد شیخ = محمد ایوب ساکن لاکہ تعلقہ قمبر = معین الدین ساکن سیوارہ = عبد الرزاق ساکن ردھری
المصحح عبد الرحمن ساکن فیروز شاہ صح الجواب مولوی احمد مدرس مدرسہ محمدیہ = المصحح محمد نواب الدین ساکن بتی تعلقہ قمبر =
اصاب فیما اجاب عبد الکریم ساکن فیروز شاہ = الجواب صحیح العبد فیض الکریم ساکن فیروز شاہ

قال فی المسامرة والمتغلب تصح منه هذه الامور ای | مسامرہ مین ہے اور متغلب سے یہ امور یعنی ولایت
ولایة القضاء والامارة والحکم بالاستفتاء ونحوها للضرورة | قضا امارت اور حکم استفتا وغیرہ ضرورۃً صحیح ہونگے -
وصار الحال عند التغلب کما لم یوجد قرشی عدل | اور تغلب کی حالت وہی ہوگی کہ کوئی عادل قرشی
او وجد قرشی عدل، ولم یقدر ای لم توجد قدرۃ | نہ پایا جائے یا پایا جائے لیکن ظالمون کے غلبہ کی وجہ
علی تولیته لغلبة الجورة اذ یحکم فی کل من | سے اوسکی تولیت پر قدرت نہو کیونکہ دونون صورتون
الصورتین بصحة ولایة من لیس بقرشی ومن | مین غیر قرشی اور غیر عادل کی ولایت کی صحت کا حکم
لیس بعدل للضرورة اھ - وھکذا فی الاصل العاشر | کیا جائیگا الخ - اور ایسا ہی اصل عاشر مین ہے -

فالجواب صحیح حررہ الفقیر محمد صدیق عفی عنہ ۱۹ جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۷ھ کراچی کیٹڑیا

بیشک صرف ترکی سلطان ہی خلیفۃ المسلمین ہے ادریس - محمد ابراہیم ناظم انجمن مجاہدین اسلام پنجاب لاہور
سلطان ترکی برحق خلیفۃ المسلمین است العبد محمد عثمان = سلطان معظم ترکی خلد اللہ ملکہ واقبالہ خلیفۃ المسلمین
ہے مولوی عبد القادر دین پوری = سلطان معظم ترکی خلد اللہ ملکہ واقبالہ خلیفۃ المسلمین ہے - عبد الہادی دین پوری
ہذا ہو الحق وعلیه الاجماع محب المدنی مولوی عبد الحکیم السندی = الامر کذلک وانا شاہد علی ذلک عبد الکریم المدرس عفا عنہ
العبد سید صالح شاہ حیدر آباد سندھ = ناچیز را برین فتوی اتفاق است العبد الاثیم عبد الکریم چشتی مشرباً =
العبد سلیمان = ہذا ہو الصحیح محمد یوسف مدرس پیر پور خاص سندھ = الاجوبة کلها صحیحة محمد صادق عفی عنہ =
الجواب صحیح فقیر محمد الرحمن = المجیب مصیب العبد محمد نور عفی عنہ المتوطن علاقہ سجاول ضلع کراچی =
قد اصاب فیما اجاب مولوی دین محمد من مقام تبی = الجواب صحیح مولوی نور محمد =
ہو الحق الحقیق بالقبول الفقیر الٰہی بخش = صحیح مولوی بلال =

ان الخلیفة فی الحقیقة ہو الآن السلطان المعروف | خلیفہ یقیناً موجودہ سلطان قسطنطنیہ ہے، اور یہ کہ
بالقسطنطنیة وان الخلافة لا یمکن ان تنعقد | خلافت کا بغاوت اور تغلب سے منعقد ہونا ممکن نہین
بالبغاوة والتغلب وان جزیرة العرب یجب علی | اور یہ کہ مسلمانون پر واجب ہے کہ جزیرہ عرب سے
المسلمین ان یخرجوا الملاحدة منها کما اوصی به | بے دینون کو نکالدین جیسا کہ نبی صلعم نے اپنی وفات کے
النبی صلعم حین وفاته - حررہ نصیر الدین | وقت اسکی وصیت فرمائی =

ہو الحق جان محمد عباسی = ہذا ہو الحق معین الدین صدیقی = ہذا ہو الحق واحق ان یتبع به محمد عثمان عالی لہنی سکھری سندھی

المصدق محمد اسمٰعیل مدرس قریہ گڑھی حسن سندھ = قد جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا
جان محمد خادم عارفی = ہذا ہو الحق انا العبد الاواہ حماد اللہ الہالیجوی = ہذا ہو الحق والحق احق ان
یتبع بہ مسکین غلام رسول = ما حققہ المحقق فہو حق حقیق بالقبول الصحیح لحقر عبد المجید ساکن سوندہ تعلقہ دادو
ضلع لارکانہ = المصدق مولوی محمود محمد ابایخ ضلع سکھر = المصدق احقر فقیر عبد الکریم
صحیح مولوی نبی بخش صحیح مولوی عبد الغفور غوث پوری = قد اصاب المجیب فیما اجاب المصدق مولوی درمحمد متوطن مٹل
اصاب فیما اجاب فقیر محمد حسن عفی عنہ = ہذا ہو الحق والحق احق ان یتبع فقیر نظام الدین از جاگیر غیبی خان =
ذالک کذالک صحیح مولوی نور محمد عادلپوری ضلع سکھر = الجواب صحیح والرای نجیح وانا الفقیر محمد ہاشم عفی عنہ =
ہذا حق والحق مسلم فہو کذا مولوی محمد واہر مالی ساکن ٹنڈو سائین داد تعلقہ ٹنڈو محمد خان =
عبد العزیز عفی عنہ ساکن تریچائی تعلقہ روہڑی = المجیب مصیب فقیر احمد ہالائی عفی عنہ مدرس مدرسۂ محمدیہ
ہالہ کہنہ سندھ = بلاشبہ صحیح است العبد محمود عفی عنہ = ہذا ہو الحق مولوی عبد العزیز از کنڈو وارہ لارکانہ =
ذالک کذالک ونحن علی ذالک مولوی خان محمد از آگرہ = ہذا ہو الصحیح عبدہ قمر الدین تعلقہ خیرپور ناتھن شاہ =
ہذا ہو الحق المبین الفقیر محمد رفیق تعلقہ قاتلی ضلع حیدرآباد = بلاشک صحیح است عبد الرزاق عفا اللہ عنہ
ہذا ہو الصحیح کتبہ العبد الاواہ عبد اللہ المتوطن سانگھڑ سندھ =
ہذا حق والحق احق ان یتبع بہ الحقیر خان محمد کراچی = عبد الکفار دین پور ریاست بھاولپور
الجواب صحیح سید علی انور شاہ راشدی شاہ آباد لارکانہ
اصابوا فی ما اجابوا العبد فقیر غلام رسول متوطن ریاست بہاولپور شہر خان پور حال متعلق شہر
ریان ضلع نواب شاہ = نعم المجیب العجیب مولوی عبد الخالق مہرائی حال مقیم تل سندھ =
المجیب مصیب محمد ضیاء الحق ہروی = ہذا ہو الحق والحق احق ان یتبع محمد صدیق مہرائی =
ہذا ہو الحق المبین سید غلام حیدر ساکن بھورری = الجواب صحیح محمد عبد الصمد از دین پور = الجواب صحیح معین الدین کیاری
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی حمد و صلوٰۃ کے بعد میں نے اس استفتاء کو دیکھا
اما بعد فقد طالعت ما فی الاستفتاء فوجدتہ اور اس کو سنت کے موافق پایا اور میں نے جب
موافقا للسنۃ السنیۃ وقد وثقتہ من قبل لاہور میں تھا اس کی توثیق کر دی تھی پھر میں نے
اذ کنت فی بلدۃ اللاہور ثم انی قد حررت ایک رسالہ مسمی بہ خلعۃ الاستراحۃ فی ضمن وترۃ الخلافۃ

حدیقۃ المسماۃ بخلعۃ الاستراحۃ فی ضرورۃ الخلافۃ فقد نفع اللہ بہا المسلمین ثم عزمت علی کتاب کبیر محیط بجمیع جوانب الاستفتاء وما یتعلق بہ وفق اللہ لاتمامہ واسألہ ان ینفع بہ المسلمین۔ تالیف کیا اللہ نے اس سے مسلمانوں کو نفع پہونچایا اس کے بعد میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایک بڑی کتاب لکھوں جو اس استفتاء کے تمام جوانب کو حاوی ہو اللہ اس کے اتمام کی توفیق دے اور میری خواہش ہے کہ اللہ اس سے مسلمانوں کو نفع پہونچائے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ اے پروردگار ہم کو کافروں کے لیے فتنہ نہ کر اور ہماری مغفرت کر اے پروردگار تو غالب اور صاحب حکمت ہے

العبد الجانی محمد نور الحق غفرلہ صدر مدرس دار الرشاد گوٹھ پیر جھنڈا سندھ ۲۶ ربیع الاول ۳۸ھ

الخلافۃ للسلطان الترک حق فمن خالف فی ذلک فھو باغ واللہ اعلم بالصواب انا العبد الأواہ ابو تراب

ہذا ہو الحق صحیح فقیر محمد عبد الحمید عفی عنہ مقام دین پور ریاست بھاول پور

لما طالعت ہذا الافتاء فرایتہ حقا فماذا بعد الحق الا الضلال۔ ابو الفوائد

عبد القادر عفی عنہ مفتی درگاہ پیر صاحب العلم = ہذا الفتوی صحیح احسان شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدا ومصلیا ومسلما۔ معلوم ہو کہ بندہ نے غور سے یہ استفتا اول سے آخر تک مطالعہ کیا اس کے ہر ایک مضمون کو حق پایا واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

سید محمد امام عفی عنہ مہتمم مدرسہ دار الارشاد درگاہ پیر صاحب العلم ضلع حیدر آباد سندھ

ہذا ما علیہ اولوا الالباب وھو عین الحق والصواب عبد العلیم از گوٹھ پیر جھنڈا

الخلافۃ للسلطان الترک حق فمن خالف فی ذلک فھو باغ واللہ تعالی اعلم انا العبد الفقیر حسن اللہ الپاتائی عفی عنہ ما کان منہ = طالعت ہذا الاستفتاء فوجدتہ حقا والحق احق ان یتبع محمد اسمعیل مدرس = الجواب صحیح مولوی نور محمد =

سلطان ترک بیشک خلیفۃ المومنین وامام المسلمین است ہر کس کہ از اطاعت و تسلیم او خارج شود باغی ومردود است فقیر عبد اللہ سرہندی عفی عنہ

من خالف الترک خلیفۃ المسلمین فھو باغ فقیر غلام محمد = بندہ محمد حسان۔

در خلافت حقہ سلطان ترک ہر کسی کہ مخالفت دارد او از راہ حق بعید است عبد الستار سرہندی

سلطان خلیفۃ المومنین ست بیشک و منکر او مردود است فقیر محمد اسمعیل سرہندی = من خالف خلافۃ
الترک فھو باغ انا العبد الضعیف ابو المجیب حررہ مولوی اسمعیل = ھذا ھو الحق وعلیہ الاجماع محب الدین
عبد الحکیم السندہی گاڑھو وان مراد تعلقہ نصیر آباد ضلع لارکانہ = سلطان الترک خلیفۃ المسلمین ومن ینکر خلافتہ فھو
باغ الفقیر محمد عاقل العاقلی ساکن لارکانہ = ہذا ھو الحق الصریح معین الدین کیاری = تحقیق آنست کہ سلطان الترک
خلد اللہ ملکہ خلیفۃ المومنین برحق است الفقیر محمد ابراہیم عفی عنہ = آنچہ محرر فاضل تحریر نمودہ این صواب است محمد سلطان
ذلک کذلک محمد حسن ساکن دارہ - ہذا ھو الصحیح فقیر محمد ابراہیم عفی عنہ ساکن گوٹ -
ہذا الجواب صحیح والرای نجیح الحقیر در محمد عفی عنہ از جیجڑی = ہذا ھو الحق المبین الفقیر فریدالدین عفی عنہ
سلطان الترک خلیفۃ و امیر المسلمین بالاجماع - مولوی محمود ساکن نیرپور
الجواب صحیح والمجیب مصیب العبد محمد اکرم عفی عنہ انصاری بالائی = ہذا ھو الحق الصریح العبد محمد عبد الحکیم مدرس
الاسلام حق والکفر باطل مولوی ابو المکارم محمد مبارک عفی عنہ = الجواب صحیح و منکرہ قبیح الفقیر عطاء اللہ عفا اللہ عنہ
ہذا ھو الحق والحق احق ان یتبع بہ فقیر محمد عظیم عفی عنہ = ما حققہ المحقق فھو حق بالقبول مولوی محمد فضل حق
ھو الحق والحق احق ان یتبع بہ مولوی عبد الکریم = المجیب مصیب مولوی محمد سعد اللہ =
الجواب صواب مولوی غلام رسول اسحاق ڈیرہ = ما قال المحقق فھو حق عبد الحی = ہذا ھو الحق الحقیق بالقبول الفقیر الٰہی بخش
ہذا ھو الحق والحق احق بالاتباع العبد محمد عثمان = اصاب فیما اجاب العبد اسد اللہ الحسینی السندی عفی عنہ
اصاب فیما اجاب وھو تعالیٰ اعلم بالصواب حررہ حامد اللہ عفی عنہ = الجواب صحیح العبد محمد نور عفی عنہ
الجواب صحیح العبد محمد رحیم بخش عفی عنہ = اصاب فیما اجاب وھو الحق والحق احق ان یتبع محمد حسن کراچوی =
ما حررہ المحرر فھو الحق والحق احق ان یتبع عبد الحی عفی عنہ = ہذا حق والحق مقبول بالرأس والعین حررہ الفقیر
محمد قاسم عفی عنہ - اصاب فیما اجاب محمد معاذ عفی عنہ - نواب شاہ سندھ = المجیب مصیب محمد یوسف
العباسی عفی عنہ = الجواب صحیح فقیر احمد = ہذا التحریر صحیح فقیر محمد صالح سجادہ نشین پاٹا =
ابو المحامد الحکیم فتح محمد السیوستانی المقیم فی کراچی = محمد حلیم = سید محمد معشوق شاہ =

## علمائے دیو...

**الجواب** ۔ نصب خلیفہ کا امت محمدیہ پر واجب ہے
... نے خلیفہ نہ ... حال مین اس فریضہ سے سبکدوشی نہین۔ غیر قرشی کو اگر امت
نے مان لیا ہے سو وہ بھی خلیفہ صحیح ہو جاتا ہے اور اطاعت اوسکی فرض اور خروج
کو کئی صدی سے ... لازم اوسپر حرام ہے بالمخصوص جب اس خروج سے بلاد مسلمین پر استیلائے کفار اور قتل و نہب مسلمین
موجب تو حرام علی حرام ہے۔ ولی عہد بھی بعد اخذ عہد کے خلیفہ ہے اور اسکے بھی وہی احکام ہین جو
اصل کے ہین۔ اہل عدل کو واجب ہے کہ اہل بغی کو خلیفہ کی اطاعت پر مجبور کرین۔
(۲) حکم مذکور ارض عرب غیر عرب دونون کو حاوی ہے البتہ جزیرۂ عرب سے اخراج کفار مسئلہ مستانف ہے
(۳) اگر بلاد مسلمین پر کفار چڑھ آئین تو حاضرین پر دفاع فرض ہو جاتا ہے اگر وہ کافی نہون تو الاقرب
فالاقرب کافہ مسلمین پر مدافعت فرض ہی اور فرض عین ہے واللہ اعلم **محمد انور** عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح **محمد طیب** عفا اللہ عنہ

الجواب صواب **عبد الوحید** عفی عنہ خادم دار العلوم دیوبند ضلع سہارن پور

الجواب صحیح **محمد اعزاز علی** غفر لہ

الجواب حق صحیح **عزیز الرحمن** عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند ۔ ۱۲ ۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۸ھ

الجواب صحیح **احمد شبیر** عفی عنہ

الجواب صحیح **محمد یسین** عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح **منظور احمد** مدرس ریاضی دار العلوم دیوبند

الجواب صواب بلا ریب۔ احقر الزمن **نبیہ حسن** مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

ھٰذا ھو الحق **محمد ادریس** کاندھلوی مدرس دار العلوم دیوبند

الجواب حق لا ریب فیہ در جزیرۃ العرب کے حدود وہی ہین جو مولانا محمد ایوب صاحب نے اپنے فتوے
مین کتابون سے نقل فرمایا العبد **محمود حسن** عفی عنہ دیوبندی۔

اصاب من اجاب وللہ در المجیب **محمد مبین** ۔ خطیب دیوبندی۔

الجواب صواب **محمد ناظر حسن** نعمانی نقشبندی۔
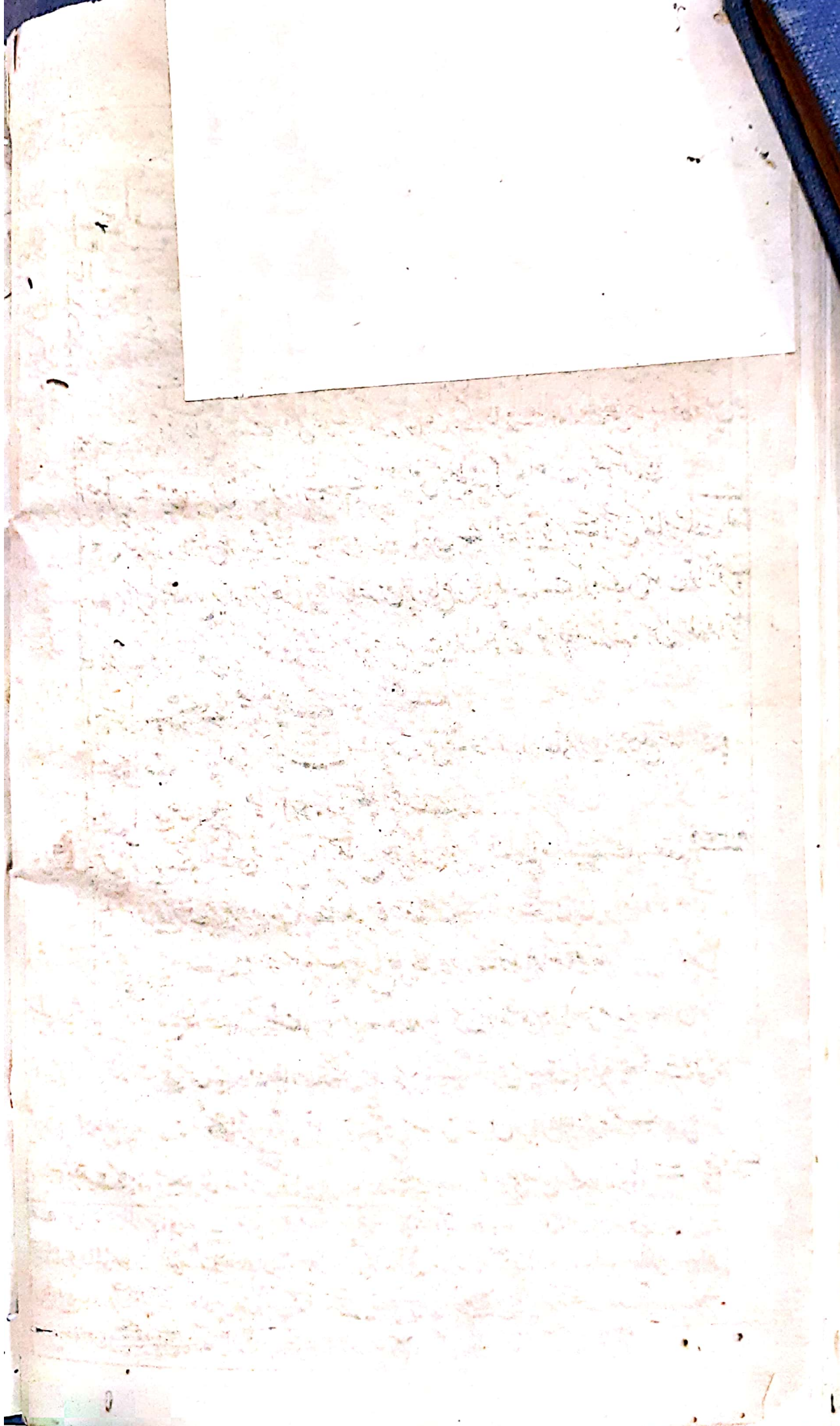
تکن فتنة فی الارض و فساد کبیر نہ مقتضای غیرت یہ ہی کہ ہم خاموش بیٹھی دیکھا کرین اور نہ مقتضای ایمان و اطاعت خداوندی

یہی کہ دریغ کرین علاوہ برین جب اندیشہ یہ ہو کہ حرمین شریفین خاصکر مسجد الحرام کفار کی قبضہ مین آجائیگی چنانچہ اس لڑائی مین

اگر خدانخواستہ مسلمانونکو شکست ہوگی تو یہی نظر آتا ہی تو اس صورت مین موافق ارشاد یاایها الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس

فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا وان خفتم عیلة فسوف یغنیکم الله من فضله مدافعت کفار اور بھی فرض ہو جاتی

ہی الغرض اس لڑائی مین امداد حضرت سلطان روم خلد الله ملکه و سلطانه تین وجہ سی فرض ہی اول تو بوجہ یورش کفار جسپر آیۂ اولی

دلالت کرتی ہی دوسری بوجہ طلب مدد جسپر آیۂ ثانی اور ثالث دلالت کرتی ہی تیسری بوجہ اندیشۂ بے حرمتی حرمین جسپر آیۂ رابع دلالت

کرتی ہے مگر چونکہ فرضیت بوجہ ضرورت ہوتی ہی خواہ بخیال یورش یا بلحاظ طلب مدد یا باعث اندیشۂ

بے عزتی حرم محترم اور اخبارات متواترہ سی یون معلوم ہوتا ہی کہ لڑائی کی مورچون پر فوج اسلام بقدر کافی ہی تو ہم کم ہمتون کو

دربارۂ امداد جانی تو ایک ظاہری بہانہ ہی دیکھیی قیامت کو بھی یہ بہانہ چلتا ہی یا نہین خدا کی وسعت مغفرت اور عموم

عفو کی بھروسی اس بہانے اگر کوتاہی ہو تو کیا عجب ہے قیامت کو در گذر ہو جاوے ورنہ ظاہر ہی بہانہ پھر بہانہ ہی ہوتا ہے مبادا اس

بہانہ کی مقابلہ مین ادھر سی بھی جار و گیر دنیا و آخرت مین بہانے ہونے لگین اسپر بھی امیر کابل و غیرہم خوانین خراسان کی ذمی ادھر

سی یورش فرض معلوم ہوتی تھی تاکہ روس کی قوت منتشر ہو جاوے اور ادھر کی فوج اُس طرف امداد کفار کیلیے نہ جانے پاوے اور عجب نہین

ارسال سفیر با توقیر سی یہی غرض ہو علاوہ برین اہل ہند کی دلاوری معلوم ایسے محاربات سنگین مین ایسی نامردونکا ٹھہرنا سخت

دشوار نظر آتا ہی پھر اس صورت مین سو دو سو روپیہ خرچ کر کے جانیکا نتیجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہی کہ آپ بھاگین اورونکو بھی بھگا دین

اسلیے کیا عجب ہی کہ نہ یہانکے لوگونکا جانا منتظمان جنگ کو پسند آئی اور نہ انسی توقع امداد ہو جو احتمال طلب امداد جانی ہو اور

خواہ مخواہ انکی خدمت مین عرض کیجیے کہ آرام خانہ سی نکلیی گرم و سرد زمانہ چکھیی امداد کی طلب ہی امداد فرمائیے مگر صرف مال کے

کونسا بہانہ مانع ہی ضرورت درجہ تواتر کو پہونچ گئی ہی دوست دشمن سب اس بات مین یکزبان ہین اور جب ضرورت ہوئی تو تینون

وجہ سی فرضیت کا ہونا یقینی ہی بلکہ بمقابلہ اس کوتاہی کی کہ امداد جانی کیلیے ایک قدم بھر بھی نہین سرکا جاتا امداد مالی مین اور اضافہ

ع اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ جو لوگ دار الحرب سے باوجود ضرورت جہاد ہجرت نہ کرین وہ لوگ ایک وجہ سے کفار ہی کی حکم مین ہین کیونکہ سورۂ براءة مین یہ ارشاد ہی والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض اور سورۂ انفال مین یہ ارشاد ہی والذین اٰمنوا ولم یهاجروا ما لکم من ولایتهم من شیء جب وہ لوگ اولیاء کے زمرہ ہی مین ہوئی تو یون کہو مومنون کے زمرے ہی سی خارج رہے پھر باوجود اسکی درصورت طلب نصرت انکی مدد اور نصرت فرض ہوئی اور اونمین نام کو ایمان کا لحاظ کرنا پڑا اور اوس دوستی کا نباہنا منظور ہوا تو مجاہدین کی امداد درصورت استمداد کیونکر نہ فرض ہوگی ۱۲ منہ

ہے کیا عجیب بات ... مرہلالب

سبیل اللہ ولا ... وانفقوا
... میں تو اسطرف اشارہ ہو کہ جہاد جانی کے ساتھ جہاد مالی بھی کرو اور مال کو بچا کر ہلاکت
مین مت پڑو اور یہان دونون سے جواب صاف ہے بہر حال انفاق فی سبیل اللہ وقت ضرورت فرض ہے چنانچہ یہ آیت
بھی اسکی فرضیت پر شاہد ہے اسپر بھی ہمت نکیجائے تو قطع نظر اسکے کہ اس کوتاہی مین دین کی رسوائی ہو بے غیرتی
کتنی بڑی ہے کہ عورتون کو بھی مات کیا عورتون سے اگر جہاد بدنی نہین ہو سکتا تو زیور وغیرہ دیکر جہاد مالی مین شریک
ہو جاتی ہین کیا ہندوستان کی مردون سے اتنا بھی نہین ہو سکتا اگر ہاتھ پاؤن مین زیور نہین تو صندوقون مین
بھی بھری ہے مسلمانان ہند ہندوستان کی مردانگی و دلاوری تو شہرۂ آفاق تھی ہندوستان کا بخل شہرۂ آفاق
نہ تھا مگر تمھاری اس کم ہمتی سے یون نظر آتا ہے کہ ہندوستانی مسلمان اورونکی نظرون مین بالکل نیچے ہی ہو جاوینگے
سوالات کہ یہ لڑائی دنیوی ہے دینی نہین نہ دینے کے بہانے ہین کسی کی نیت کا حال سوا خداوند تعالی کون جانے
ہماری تمھاری نماز روزے کو اگر کوئی دنیا کے لیے بتانے لگے تو ہم تھامے نہین تھمتے پھر انکے جہاد کو کس منہ سے
کہتے ہو کہ دنیا کے لیے ہے اگر نماز اسکا نام ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑا ہو رکوع کرے سجدہ کرے تو
جہاد اسکا نام ہے کہ مسلمان کفار سے لڑین اگر اسمین اچھی نیت کی ضرورت ہے تو نماز مین بھی اچھی نیت کی ضرورت ہے اگر
ترکون کی نیت اچھی نہین تو تمھاری نیت کیونکر اچھی ہو گئی انکی نیت کی برائی کی کیا دلیل اور تمھاری نیت کی
کی کیا سند علاوہ برین ہندو معمار کو تعمیر مسجد کی اجرت دینے مین تو ثواب ہو کسی طالب دنیا مجاہد کے دینے مین ... تو
نہ ہو گا اگر معمار کے ہاتھون دین کا کام ہوتا ہے اور خانہ خدا تیار ہوتا ہے تو مجاہدین کے ہاتھون سے دین خدا ... ہوتا
ہے اور قائم رہتا ہے اول تو مقتضائے عبودیت یہ تھا کہ رضائے خدا کے لیے جان نثاری کرتے نہین مال ہی نثار کرتے
یہ نہ تھا تو ثواب ہی کے لیے کرنا تھا ثواب کی رو سے بھی صرف جہاد حسب ارشاد آیہ اجعلتم سقایة الحاج الی عظیم
صرف تعمیر مساجد اور خبرگیری مہمانان خدا سے جو اپنی مہمانون اور عام مساکین سے اول درجہ مین ہین کہین افضل ہے بایں ہمہ
موافق ارشاد آیہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنة یقاتلون فی سبیل اللہ الخ ہمارا جان
و مال جو پہلے ہی بدلالت وللہ ما فی السموت والارض خدا کا تھا بروے ظاہر بھی خدا کا ہو چکا اور چونکہ غرض اصلی ان
خریداری سے بدلالت یقاتلون فی سبیل اللہ آیہ جہاد تھی تو ایسے وقت مین اس کام مین دریغ کرنا ایسا ہو گا
جیسا کوئی بادشاہ لڑائی کے لیے میگزین رعیت کے لوگون سے مول لے اور وہ لوگ لڑائی کے وقت اس میگزین کو باوجود دیکھ
تیار ہو بادشاہ کو نہ دین چھپا دین کہو کہ ... جرم کی کیا سزا ہے اور یہ جرم کتنا بڑا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ تمت